رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت محمودہ فیہ دال ست برمنافعت تعلیم تدریجی برائے

عامہ از حاضر باشد یا بادی ٭ نیز برضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست

برمقاصد ومبادی ٭ پس اتباعاً للنص العزیز صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰے بہ

الہادی

جلد (۵) بابت جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر (۲)

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب وجادی ومذکر ست در ہر مجلس و

نادی وسکن ست برائے ہر حائر وصادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب وترہیب وتسہیل المواعظ و

حل اشتباہات وکلید مثنوی وتشرف وحیوۃ المسلمین وسیر الصدیق کہ اکثر آن مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ باہتمام محمد عثمان خان عامی ٭ در [illegible] اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دینیہ کلاں دہلی بزرگ نور [illegible] میگردد

طلب ہذا التفسیر العام ماخوذ من [illegible]

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۷ھ
جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اُصول و مقاصد رسالہ "الہادی" اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقاید و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ ہی پر شائع ہوتا ہے۔

(۳) رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ سے یہ رسالہ معہ ٹائٹل تین جز کا کر دیا گیا ہے اور قیمت سالانہ وہی دو روپے آٹھ آنے۔ (عہ۲) ہے

(۴) سوائے اُن صاحبان کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائے گا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کر کے دو روپے دس آنہ کا وی پی۔ روانہ ہوگا جس پر دو آنہ فیس منی ڈاکخانہ اضافہ کرے گا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی پی بھیجا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہو وہ جب تک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گی یا۔ وی۔پی۔ کی اجازت نہ دیں گے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائے گا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہوں گے اُنکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول ۱۳۴۷ھ سے بھیجے جائیں گے اور ابتداء سال سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور

الہادی کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم درکار ہو طلب فرمائیں مگر اسکی قیمت فی جلد تین روپے ہے علاوہ محصول

الراقم
محمد عثمان۔ مالک و مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

(یعنی حکم الٰہی کے رواج دینے اور عمل کرنے میں کسی کی ملامت کرنے کی پروانہ کروں جیسا کہ آجکل کسی رسم کے توڑنے میں جہلا اور عورتیں طعن و تشنیع کرتے ہیں) ابو المثنیٰ (اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں حضرت ابو ذر نے فرمایا پھر مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کیا بیعت ہونا چاہتے ہو تمکو جنت ملے گی میں نے عرض کیا جی (حضور) اور میں نے ہاتھ پھیلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط لگائی اور فرمایا اسپر بیعت کرو کہ آدمیوں سے کچھ نہ مانگنا۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا اور نہ اپنا کوڑا اگر گر جائے حتےٰ کہ خود اتر کر لینا اور ایک روایت میں ہے کہ ۶ روز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے پھر سمجھ اے ابو ذر اب تجکو کیا کہا جاتا ہے جب ساتواں دن ہوا تو فرمایا میں تجھکو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں پوشیدہ اور ظاہری امورات میں اور جب کوئی برا کام ہو جائے تو فوراً نیکی کرو (تاکہ کفارہ ہو جائے) اور ہرگز کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا اگرچہ تمہارا کوڑا بھی گر جائے اور ہرگز امانت نہ رکھنا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

۴۳

اور ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ کبھی کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے اونٹ کی مہار چھوٹ جاتی تو آپ اونٹنی کی ہاتھ پر دستک دیکر اوس کے ہات کو موڑتے پھر مہار کو پکڑتے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں لوگ عرض کرتے جناب نے ہمکو حکم نہ فرمایا ہم پکڑا دیتے تو آپ فرماتے میرے پیارے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھکو حکم فرمایا ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگنا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے مصنف کہتے ہیں ابن ابی ملیکہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا معلوم ہوتا ہے کہ درمیان میں کوئی اور راوی ہیں جن کا ابن ابی ملیکہ نے ذکر نہیں کیا)۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون بیعت کرتا ہے حضرت ثوبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ نے عرض کیا ہم نے بیعت تو کی ہے یا رسول اللہ فرمایا اسپر کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا عرض کیا پھر اوسکے لیئے کیا جزا ہوگی۔ یا رسول اللہ فرمایا جنت پس ثوبان نے بیعت کر لی ابو امامہ

کہتے ہیں پہر مینے مکہ معظمہ میں لوگوں کے بڑے مجمع میں ثوبان کو دیکہا کہ وہ سوار تہے اون کے ہاتھ سے کوڑا اگر پڑتا کبھی کسی کے کندہے پر جا پڑتا وہ دیتا تو آپ نہ لیتے خود ہی اوترتے اور لیتے اسکو طبرانی نے کبیر میں علی بن یزید سے بواسطہ قاسم کے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجکو میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کی وصیت کی ہے۔ مسکینوں سے محبت کرنا۔ اور یہ کہ میں ان کے قریب رہوں اور یہ کہ میں ایسے آدمیوں پر نظر ڈالوں جو مجھ سے کم درجہ کے (بحیثیت دنیاداری کے) ہوں اون کی طرف نہ دیکھوں جو مجھ سے بڑھکر ہوں۔ اور یہ کہ اکثر لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کروں۔ اور یہ کہ میں کڑوا حق کہا کروں اور یہ کہ دین الٰہی کے بارہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت مجہپر اثر نہ کرے اور یہ کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگوں۔ اسکو امام احمد اور طبرانی نے بروایت شعبی حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے اور شعبی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کچھ نہیں سُنا ہے (معلوم ہوا درمیان کے راوی کا ذکر نہیں کیا)

۴۴

اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ آپنے دیا پہر مینے مانگا پہر آپنے عنایت فرمایا پہر مینے مانگا پہر عنایت فرمایا پہر مینے مانگا پہر عنایت فرمایا پہر ارشاد فرمایا اے حکیم یہ مال سبز اور شیریں ہے (یعنی ظاہر ابھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور آرام بھی بظاہر معلوم ہوتا ہے خوش ذائقہ خوش منظر ہے) جو شخص اسکو دل کی سخاوت کے ساتھ لیتا ہے اوسکو اسمیں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص کے لالچ اور طمع کے ساتھ لیتا ہے اوسکو اوس میں برکت نہیں دیجاتی اور وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسا کوئی کہائے جائے اور سیر نہ ہو اور اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ قسم ہے اوس ذات پاک کی جس نے جناب کو حق کے ساتھ بہیجا ہے آپ کے بعد کسی شخص کی کوئی چیز کم نہ کرونگا (یعنی نہ لونگا تاکہ میرے لینے سے کم ہو) جبتک کہ دنیا سے جدا ہوں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکیم کو بلاتے تہے اونکو وظیفہ دینے کے لیے وہ اوسکے قبول کرنے سے انکار کردیتے تہے پہر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا وظیفہ دینے کے لیے اون سے بھی قبول کرنے سے انکار کیا آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ تم حکیم پر گواہ رہو کہ اللہ پاک نے مال فے میں سے جو حکیم کا حصہ مقرر فرمایا ہے میں اوس کے پاس بیجتا ہوں وہ لینے سے انکار کرتا ہاہے۔ پس حکیم نے کسی شخص سے کوئی چیز نہیں لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے کہ وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عہد کے پکے ایسے ہوتے ہیں) اسکو بخاری، مسلم، ترمذی، نے اور نسائی نے اختصار سے روایت کیا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون مجھہ سے ذمہ کرتا ہے کہ کسی سے کچھہ نہ مانگے گا میں اوس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں میں نے عرض کیا میں (راوی کہتے ہیں) پس حضرت ثوبان نے کسی سے کچھہ نہیں مانگا اسکو امام احمد نسائی ابن ماجہ اور ابو داؤد نے سند صحیح کے ساتھہ روایت کیا ہے۔ نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ لوگوں سے کچھہ نہ مانگنا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ثوبان کی یہ کیفیت تھی کہ بیہ سوار ہوتے اور کوڑا گر جاتا تو کسی سے نہیں کہتے کہ دے دینا یہاں تک کہ خود اوترتے اور لے لیتے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں قسم ہے اوس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ وہ تینوں باتیں بقسم کہتا ہوں صدقہ سے مال نہیں گھٹتا پس صدقہ کیا کرو۔ اور کوئی شخص کسی کے ظلم و زیادتی کو معاف نہیں کرتا کہ اوس سے بروز قیامت اوسکی عزت افزائی نہ ہو اور کوئی بندہ سوال کا دروازہ نہیں کہولتا کہ اللہ تعالیٰ اوسپر فقر و احتیاج کا دروازہ نہ کہولدے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے مگر اونکی سند میں ایک آدمی ہے کہ اوس کا نام نہیں لیا اور ابویعلیٰ اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور پہلے باب اخلاص عمل میں ابو کبشہ انماری کی سند سے اس سے طویل گذری ہے اوسکو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے اور اسی حدیث کو طبرانی نے صغیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کیا ہے اور اوس میں یوں فرمایا ہے اور نہیں معاف کرتا

کوئی آدمی کسیکے ظلم وزیادتی کو کہ اوس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اوسکی عزت افزائی نہ فرماتا ہو
بس معاف کیا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری عزت افزائی فرمائیں گے اور باقی حدیث پہلی ہی کے مثل ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے فلاں فلاں آدمیوں سے سُنا ہے خوب تعریف کررہے تھے ذکر کرتے تھے کہ آپنے اونکو دو دینار عنایت فرمائے ہیں حضرت عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ لیکن فلاں تو ایسا نہیں ہے مینے تو اسکو دس سے لگاکر سو تک دیئے ہیں پھر یہ کیا کہتا ہے خبردار رہو خدا کی قسم تم میں سے بعضے آدمی کا سوال میرے پاس سے کچھ نکلواتا ہے تو وہ اپنی بغل میں آگ لیجاتا ہے۔ ابوسعید کہتے ہیں حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اونکو وہ آگ کیوں دیتے ہیں آپ نے فرمایا پھر میں کیا کروں وہ سوال ہی کی ہٹ کرتے ہیں اور اللہ پاک میرے واسطے بخل سے انکار فرماتے ہیں اسکو امام احمد اور ابویعلی نے روایت کیا ہے اور احمد کی سند کے آدمی ثقہ ہیں اور ابویعلی کی ایک صحیح روایت میں اس طرح ہے اور تم میں سے کوئی آدمی اپنے (حصہ کے) صدقہ کو میرے پاس سے نکلواکر بغل میں لیتا ہے وہ صدقہ اوس کے لیے آگ جہنم ہی ہے (حضرت عمر کہتے ہیں) مینے عرض کیا یارسول اللہ آپ اسکو وہ کیونکر دیتے ہیں باوجودیکہ جناب جانتے ہیں کہ وہ اوس کے حق میں آگ ہے آپ نے فرمایا پھر میں کیا کروں یہہ لوگ مجھ سے مانگنے سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بخل کرنے سے انکار فرماتے ہیں (یعنی مجکو بخل کی اجازت نہیں دیتے)۔ ۴۴

حضرت ابوبشر قبیصہ بن مخارق رض سے مروی ہے کہتے ہیں مینے ایک حمالہ اپنے ذمہ رکھ لیا تھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر (اوس حمالہ میں) کچھ مانگتا تھا آپنے فرمایا ٹھیرو ہمارے پاس صدقہ آجائے تو ہم تمھارے لیے اس کا حکم کردینگے (یعنی تمکو دلوادینگے) پھر آپنے فرمایا اے قبیصہ سوال کسی شخص کو حلال نہیں ہے۔ بجز تین آدمیوں کے ایک وہ شخص جس نے کوئی حمالہ اپنے ذمہ رکھ لیا اس کے لیے سوال حلال ہوتا ہے جبتک کہ وہ اسکو حاصل کرے پھر رک جانا چاہیئے اور ایک وہ آدمی کہ اوسپر کوئی ناگہانی آفت

آئی ہے کہ جس نے اس کے تمام مال کو ہلاک کر دیا اوسکو سوال کرنا حلال ہوجاتا ہے۔ جتبک کہ صورت گزران میسر آئے یا فرمایا کہ حاجت روائی میسر ہو اور ایک وہ آدمی کہ اوسکو ایسا فاقہ پہنچا ہے کہ اوسکی قوم کے تین عقلمند آدمی کہدیں کہ فلاں فاقہ سے ہے۔ اسکو سوال کرنا حلال ہوگا جتبک کہ صورت گزران میسر ہو یا فرمایا کہ حاجت روائی میسر ہو۔ بس ان کے سوا اے قبیصہ جیسا بھی سوال ہو حرام ہے۔ سوال کرنے والا اسکو حرام کہاتا ہے اسکو مسلم ابوداؤد۔ نسائی نے روایت کیا ہے **ف ۱** حمالہ خون بہا ہے کہ کوئی قوم کسی قوم کی جانب سے ذمہ پر رکہہ لے اور بعض نے کہا ہے کہ حمالہ وہ مال ہے کہ دو جماعتوں کا کچھ مال کے بارہ میں جھگڑا ہو کشت و خون ہونے کا خیال ہو صلح کرانے والا آدمی دفع نزاع کے واسطے اوس مال کو اپنی ذمہ رکہہ لے **ف ۲** فاقہ میں تین آدمی عقلمندوں کا قول اللہ اعلم اس لیئے شرط کیا گیا ہے کہ بعض مرتبہ اوس فاقہ اور تنگی میں اسکی کاہلی یا کوئی جہالت کی شرم کسب موجودہ سے مانع ہوتی ہے تو اپنی بیوقوفی سے اوس کسب پر فاقہ کشی اور سوال کو ترجیح دیتا ہے اوس وقت اوس کے قوم کے عقلمندونکو اوسے اوسکی غلط فہمی سے بچانا چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے مستغنی رہو اگرچہ مسواک کرنی ہی ہو (یعنی مسواک تک میں بھی منتظر کسیکی مت رہو کہ کسی سے بلجائے گی تو کریں گے۔ اسکو بزار و طبرانی نے سند صحیح کے ساتھہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے تین وہ لوگ جو پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ اور تین وہ لوگ کہ اول دوزخ میں داخل ہوں گے پیش کیئے گئے وہ تین جو پہلے جنت میں داخل ہوں گے شہید ہے اور غلام مملوک ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت (اور تابعداری) اچھی طرح کرتا ہے اور اپنے مالک کی بھی خیر خواہی کرتا ہے اور ایک پارسا سوال سے بچنے والا عیالدار اسکو ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث پوری باب منع زکوۃ میں گذر چکی ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے وہ اپنے والد عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں رسول اللہ

۴۷

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وعدہ فرمایا تھا جب قریظہ فتح کیا گیا تھیں اِس غرض سے
حاضر ہوا کہ جناب وعدہ پورا فرما دیں تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے جو مستغنی رہنا چاہتا ہے
اللہ پاک اسکو غنی ہی کر دیتے ہیں اور جو قناعت کرنا چاہتا ہے اللہ پاک اسکو قناعت والا
کر دیتے ہیں تو میں نے اپنے دل میں کہا میں ہرگز کسی سے کچھ نہیں مانگونگا اسکو بزار نے
روایت کیا ہے اور ابو سلمہ نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ابن معین وغیرہ
محدثین نے یہ فرمایا ہے (معلوم ہوا کہ درمیان میں کوئی اور راوی رہے ہیں ابو سلمہ نے
بغایت اعتماد کی بنا پر ذکر نہیں کیا)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے منبر پر بیٹھے ہوئے صدقہ اور سوال سے پرہیز کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا عالی ہاتھ
نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور عالی ہاتھ دینے والے کا ہے اور نیچا ہاتھ مانگنے والے کا ہے
اسکو امام مالک بخاری مسلم ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے بیان
کیا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایوب ہیں کہ نافع سے اس حدیث کو روایت کرتے
ہیں۔ ایوب کے شاگردوں نے نقل میں اختلاف کیا ہے عبد الوارث کہتے ہیں کہ عالی
ہاتھ سوال سے بچنے والے کا ہاتھ ہے اور اکثر لوگ حماد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ایوب
سے نقل کرتے ہیں کہ عالی ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور ایک شخص نے حماد سے بھی سوال سے
بچنے والا ہاتھ نقل کیا ہے۔ خطابی کہتے ہیں کہ سوال سے بچنے والا ہاتھ زیادہ حق کے
قریب ہے اور بحیثیت معنے زیادہ صحیح ہے اس وجہ سے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس وقت ذکر فرمایا تھا کہ آپ
صدقہ کا اور اوس سے اجتناب کا ذکر فرما رہے تھے اور ایک کلام کا دوسرے کلام پر
عطف کرنا اسپر دلیل ہے کہ دوسرا کلام پہلے کلام کے لیے سبب ہے اور پہلے کلام کے
معنے کے مطابق ہے اور بہت سے لوگوں کو یہ وہم ہوا ہے کہ ید علیا کے معنے اونچا ہاتھ ہے
کہ دینے والے کا ہاتھ اونچا رہتا ہے لینے والے کے ہاتھ پر اور یہاں مراد بلندی بزرگی
اور کرم کی ہے نہ کہ ظاہری اونچا نیچا ہونا مراد ہو آپ مراد لیتے ہیں سوال سے پرہیزگاری

اور عالی حوصلہ ہونا کلام خطابی کا تمام ہوا اور اچھا کلام ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین ہیں سب سے عالی ہاتھ اللہ کا ہے اور اوس سے نیچے مرتبہ کا ہاتھ دینے والے کا ہے اور سائل کا ہاتھ قیامت تک نیچا ہے پس سوال سے اور مانگنے سے بچو جہانتک ممکن ہو اور اگر (خدا کی جانب سے) تم کچھ دیے جاؤ۔ یا فرمایا کہ خیر دیے جاؤ تو وہ تم پر نمایاں ہونا چاہیئے (یعنی خوشحالی بطریق شکر ظاہر ہونی چاہیئے) اور ابتداء فیاضی کی اون لوگوں سے ہونی چاہیئے جن کی عیالداری کرتے ہو اور بچے ہوئے کو اور پر نثار کرو اور ضرورت کے موافق روکنے پر تم ملامت نہیں کیئے جاؤ گے (یعنی اگر تمہارے پاس تمہاری عیالداری اور ضرورت کے قابل ہے اور دوسرا حاجت مند دیکھتے ہو اور اسکو نہیں دیتے تم نہ دینے پر ملامت نہیں کیئے جاؤ گے اسکو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اونکی روایت پر توثیق غالب ہے اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے انہوں نے تو اسکی اسناد کو صحیح فرمایا ہے۔

٧٩ حضرت مالک بن نضلہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین ہیں اللہ تعالی کا ہاتھ برتر ہے اور دینے والے کا ہاتھ اوس سے نیچے مرتبہ کا ہے سائل کا ہاتھ نیچا ہے۔ پس (حاجت سے) زائد کو دے (اور خرچ کر) اور اپنے نفس سے عاجز مت ہو اسکو ابو داؤد و ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے لفظ ابن حبان کے ہیں۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالی ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور ابتداء (عطا کی) اون لوگوں سے کرو جنکی عیالداری کرتے ہو اور عمدہ صدقہ وہ ہے جو اپنی غنا کے بعد ہو اور جو سوال سے بچنا چاہتا ہے خدا اوسکو بچا دیتا ہے اور جو غنی ہونا چاہتا ہے خدا اسکو غنی کر دیتا ہے (غنی سے مراد نفس کی غنی ہے) یہہ بخاری کے لفظ ہیں اور مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے چند آدمیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے اونکو دیا پھر مانگا پھر دیا۔ پھر مانگا پھر دیا حتے کہ جب آپ کے پاس ختم ہوگیا تو آپ نے فرمایا جو کچھ نیک مال میرے پاس رہتا ہے میں اوسکو تم سے روک کر

ہرگز جمع کرکے نہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہتا ہے خدا اوسکو بچا دیتا ہے اور جو غنی مانگتا ہے خدا اسکو غنی کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ اسکو توفیق اصبر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے کسیکو کوئی عطا صبر سے زیادہ نہیں دی کہ اس کے حق میں بہتر ہو اور واسع ہو اسکو امام مالک بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی۔ نسائی نے روایت کیا ہے اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد جیو جب تک چاہو آپ مریں گے ضرور اور جو چاہو عمل کرو جزا ضرور دی جاوے گی اور جس سے چاہو دوستی کرو اوس سے جدا ضرور ہوگے اور یہ یقین کرلو کہ مومن کا شرف تہجد کے پڑھنے سے ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز رہنے سے ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا تونگری کثرت اسباب مال سے نہیں ہے لیکن تونگری دل کی امیری ہے اسکو بخاری۔ مسلم نسائی۔ ابو داؤد ترمذی نے روایت کیا ہے اور حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں ایسے علم سے کہ نفع نہ دے اور ایسے دل سے کہ نہ عاجزی کرے اور ایسے نفس سے کہ سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے کہ مقبول نہ ہو اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابوذر کیا تم کثرت مال کو تونگری خیال کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ یا رسول اللہ کیا پھر تم قلت مال کو فقر جانتے ہو گے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا تونگری تو دل کی تونگری ہے اور فقر دل کی فقیری ہے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ایک حدیث میں روایت کیا ہے جو انشاء اللہ آئندہ آوے گی۔

(باقی آئندہ)

کہ ان لک فی النھار سبحًا طویلا یعنے بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتے ہیں اسی لیے انکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کیطرف پوری توجہ نہیں ہوسکتی اور رات فرصت کا وقت ہے اسی لیے دن کا وقت نہیں مقرر کیا بلکہ رات کا وقت مقرر کیا گیا اور دن میں آپکو بہت سے کام رہتے تھے مخلوق کو ہدایت کرنا دین پھیلانے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ گو یہ کام بھی دین ہی کے ہیں مگر انمیں ایک قسم کا تعلق مخلوق سے بھی ہوتا ہے اسلئے انمیں خاص اس قسم کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف نہیں ہوسکتی جیسی خاص خلوت وتنہائی میں ہوسکتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مخلوق کیطرف مشغول ہونا کمال کے خلاف نہیں پس کامل پر بھی ہر وقت ایک سی حالت نہیں رہتی چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا کہتے ہو حضرت حنظلہ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو کچھ اور حالت ہوتی ہے اور پیچھے کچھ اور اسلئے میں اپنے کو منافق کہتا ہوں اسپر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حالت تو ہماری بھی ہے آخر یہ قصہ حضور میں پہنچا۔ اسپر حضور نے فرمایا کہ میاں حنظلہ کوئی گھڑی کیسی اور کوئی گھڑی کیسی ہر وقت ایک سی حالت نہیں رہ سکتی ؛

(۹) اور یہاں ایک فائدہ غور کرنے کے قابل معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جو عبادتیں ایسی ہیں جن سے دوسرونکو نفع پہنچتا ہے وہ اُن عبادتوں سے بڑھکر ہیں جن سے صرف اپنا ہی نفع ہوتا ہے اسی لیے کامل دوسرونکو نفع پہنچانے کی زیادہ کوشش کرتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن میں مخلوق کی ہدایت میں لگے رہتے تھے مگر اس کے ساتھ ہی آپ کو رات میں تہجد اور قرآن شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا گیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ کامل کو اپنے لیے بھی کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیئے بعد کامل ہونے کے بھی ذکر سے غفلت نہ چاہیئے اور اگر غفلت کرے گا تو نہ خود اس کا وہ حال رہے گا جو محنت مشقت سے حاصل کیا ہے اور نہ دوسرونکو اس سے پورا نفع پہنچیگا۔ کیونکہ بدون خود کیئے ہوئے دوسرونکو سکھلاتے ہیں برکت نہیں ہوتی البتہ یہ غلطی ہے کہ کامل

۱۴۳

سب سے تعلق چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے تنہائی اختیار کرے بلکہ چاہیئے کہ دوسروں کی اصلاح کرے لیکن خود اپنے کو اس قابل نہ سمجھنے لگے البتہ جب پیر اجازت دیدے تو پیر کے حکم سے اس کام کو بھی شروع کر دے۔ لیکن پہلے سے اسکی نیت کرنا کہ جب ہماری حالت درست ہو جائے گی تو دوسروں کی اصلاح کریں گے اور اس نیت سے ذکر و شغل کرنا بہت ہی نقصان پہنچاتا ہے اور اس نیت کے ساتھ مقصود حاصل ہونا بہت مشکل ہے ؎

(۱۰) دوسرا تعلق مخلوق کے ساتھ ہے وہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو اپنے دوستوں اور موافق لوگوں کے ساتھ دوسرے دشمنوں اور مخالف لوگوں کے ساتھ دوستوں کے ساتھ چونکہ محبت کا تعلق ہوتا ہے اس لئے ان کے حقوق تو محبت کے تقاضے سے خود بخود ادا ہو جاتے ہیں اسلئے ان کے بیان کرنیکی ایسی زیادہ حاجت نہ تھی البتہ مخالف اور دشمن کے ساتھ معاملہ میں کمی زیادتی ہو جانیکا اندیشہ تھا اسلئے اس کا بیان پورے طور پر کیا گیا کہ یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں اون پر صبر کرو۔ اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ مطلب یہ کہ مخالف لوگوں کی تکلیفوں اور دشمنیوں پر صبر کیجئے اور ان سے اچھے طور پر علیحدہ رہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ سختی سے انکی دشمنی اور بھڑک اٹھے اور زیادہ تکلیف پہنچائیں پھر جب صبر کا حکم دیا تو اس کے آسان کرنیکے لئے آپکی تسلی کرتے ہیں کہ دشمنوں کے معاملہ کو ہم پر چھوڑ دیجئے ہم ان سے پورا بدلہ لیں گے یعنے یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے تابعدار بندوں کے دشمنوں سے پورا بدلہ لیتے ہیں اسلئے مناسب یہی ہے کہ صبر اختیار کیا جائے کیونکہ جب اپنے پاس زبردست بدلہ لینے والا موجود ہے تو خود آپ کیوں فکر کریں چنانچہ اسی عادت الٰہی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کے دشمنوں کو آخرت اور دنیا دونوں میں رسوائی ہو جاتی ہے۔

(۱۱) صوفیوں نے کمبل اور موٹا کپڑا پہننا اس سبب سے اختیار کیا تھا کہ جلدی پھٹے نہیں۔ جلدی میلا نہ ہو اور بار بار دھونا نہ پڑے اور بعض صوفیوں نے اس شفقت کی وجہ سے اپنی یہ علامت مقرر کی تھی کہ بعض لوگ انکو ناواقفی سے ستاتے تھے اور اسوجہ سے وبال میں پڑجاتے تھے اسلئے انہوں نے ایک علامت مقرر کی تاکہ لوگ انکو پہچان جائیں اور ناواقفی میں ستانے کے وبال سے بچے رہیں بس یہ حکمتیں تھیں اس قسم کے کپڑے پہننے میں اور اب تو صرف دکھلاوہ کی غرض سے پہنتے ہیں اس لیے اب اس لباس کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ فقط

سلسلہ تسہیل المواعظ کا دوسری جلد کا چھٹا وعظ ختم ہوا۔ صفحہ ۱۳ سے ساتواں وعظ شروع ہوا ہے (ادارہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد دوم کا ساتواں وعظ

مسمّٰی بہ

گناہوں کا سرسری سمجھنا

منتخب از استخفاف المعاصی وعظ پنجم دعوات عبدیت حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ ماثورہ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاہِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا وَّھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ ترجمہ) جبکہ تم اسکو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے سن سنا کر نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جسکی تمکو مطلق خبر نہیں اور تم اوسکو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی۔

اِس آیت کے متعلق یہ مضمون ہیں:-

(۱) یہ سورہ نور کی آیتیں ہیں انہیں تہمت اور بہتان کے ہلکا سمجھنے کی برائی بیان کی گئی ہے اور اس کے ہلکا سمجھنے پر اللہ تعالیٰ نے خفگی ظاہر کی ہے اور خوب ڈانٹا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا خاص اسی گناہ کو ہلکا اور سرسری سمجھنا برا ہے یا ہر گناہ کو سو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کسی گناہ کی خصوصیت نہیں ہر گناہ کو ہلکا سمجھنا برا ہے رہا یہ شبہ کہ بعضے گناہ

چھوٹے ہی۔ تو ہیں سو یہ چھوٹا ہونا اس معنے کر نہیں ہے کہ یہ خود ہلکے اور چھوٹے ہیں بلکہ ان کا چھوٹا ہونا بہ نسبت اور گناہوں کے ہے کہ ایک بہت بڑا گناہ ہے اور دوسرا اس سے چھوٹا ورنہ اصل میں سب گناہ بڑے ہی ہیں کسیکو ہلکا نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ گناہ نام ہے خدا تعالی کی نافرمانی کا اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی کی نافرمانی کسی قسم کی ہو بہت ہی بری ہے اور اس چھوٹے بڑے ہونے کی ایسی مثال ہے جیسے پہلا آسمان عرش سے تو چھوٹا ہے مگر حقیقت میں کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے دوسری مثال ناپاکی اور پلیدی کی ہے کہ پلیدی چاہے تھوڑی ہو یا بہت۔ مگر حقیقت تو دونوں کی پلیدی ہی ہے۔ غرض خدا تعالے کی ہر نافرمانی بڑی ہے پس اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ گناہ جونسا بھی ہو اس کا ہلکا سمجھنا برا ہے۔ گناہ کی مثال تو آگ کی سی ہے کہ ایک چنگاری بھی مکان کے جلانے کے لیئے کافی ہے اور بڑا انگارہ بھی پس چھوٹا گناہ چنگاری ہے اور بڑا گناہ انگارہ ہے۔ پس یہ جو بعضے لوگوں کی عادت ہے کہ جب انہیں کسی گناہ سے روکا جاتا ہے تو اول یہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا گناہ ہے یا بڑا اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اگر بڑا گناہ ہو تو بچیں اور چھوٹا ہو تو نہیں ہم ایسے شخص سے اجازت لیتے ہیں کہ لاؤ تمہارے چھپر میں چھوٹی سی چنگاری رکھدیں اگر یہ ناگوار ہے تو خدا تعالی کی نافرمانی کیسے گوارا ہے وہ چنگاری گو چھوٹی ہو مگر پھیلتے پھیلتے انگارہ ہو جاوے گی۔

۲ ضرر چھوٹے گناہ کی عادت کا

اسیطرح آدمی اول چھوٹا گناہ کرتا ہے اور وہ چھوٹتا نہیں اس لیئے اسکی عادت ہو جاتی ہے اور عادت کر لینے سے وہ چھوٹا گناہ بھی بڑا گناہ ہو جاتا ہے اور زیادہ مدت تک کرتے رہنے سے آدمی اسکو ہلکا بھی سمجھنے لگتا ہے اس وجہ سے وہ اور بھی بڑا گناہ ہو جاتا ہے اور بعضے توبہ کے بھروسے گناہ کرتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے کیونکہ گناہ کی جب عادت ہو جاتی ہے پھر توبہ بھی مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ نئے گناہوں سے جنکی ابھی لذت دل میں نہیں رچی توبہ کرنا آسان ہے اور عادت کے بعد گناہ سے توبہ بہت مشکل ہے علاوہ اس کے جب چھوٹے گناہوں سے پرہیز نہیں کیا جاتا ہے تو طبیعت بیباک ہو جاتی ہے اور دل کھل جاتا ہے پھر ہوتے ہوتے بڑے گناہ بھی ہونے لگتے ہیں جیسے صاف کپڑے کو بارش میں کیچڑ وغیرہ سے بچاتے ہیں اور جب اس کپڑے پر بہت چھینٹے پڑ جاتے ہیں تو پھر دامن کھلا چھوڑ دیتے ہیں اس خیال سے کہ اب تو

خراب ہو ہی گیا اب کیا بچائیں چنانچہ اب وہ بالکل خراب ہو جاتا ہے اور اسکی کچھ پروا نہیں ہوتی
ایسا ہی گناہ کا معاملہ ہے کہ جب کسی چھوٹے گناہ کی عادت ہو جاتی ہے۔ تو بڑے گناہوں سے
بھی بچنے کی پرواہ نہیں ہوتی اور جس گناہ کی عادت ہو جاتی ہے اور وہ پرانا ہو جاتا ہے تو پھر وہ
چھوٹتا بھی نہیں جیسے کہ زمینداروں اور کاشتکاروں وغیرہ کو غصہ اور ظلم اور شریعت کے
خلاف خریدنے بیچنے کی عادت ہو گئی ہے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ آم اور بیر کی بہار شریعت
کے خلاف طریقہ سے بیچنے کا رواج ہو رہا ہے اور یتیموں۔ نابالغوں کے مال کو خرچ
کر لیا جاتا ہے جو کہ بالکل ظلم ہے یہ گناہ کس طرح سب بے کھٹکے کرتے ہیں۔ اور خیال میں بھی
نہیں لاتے۔ البتہ شراب نہیں پئیں گے تو یہ فرق اسی عادت کے ہونے نہ ہونے سے ہے ورنہ
جیسے شراب پینا گناہ ہے۔ ایسے ہی یہ باتیں بھی تو گناہ ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ گناہ کی عادت
ہو جانے سے پھر اوسکی عادت ہو جاتی ہے۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اوس کی
برائی دل سے نکل جاتی ہے۔ اور اوسکو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ اس لیے توبہ مشکل ہو جاتی ہے
اور اگر ہوتی بھی ہے تو صرف زبانی توبہ ہوتی ہے چنانچہ دیکھ لیجئے کہ ابھی جن گناہوں کا ذکر
ہوا ہے اون سے توبہ تو کیسی اور اولٹے اون کے چھوڑنے کو عزت کے خلاف سمجھتے ہیں
اور یہ گناہ کر کے دل برا نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نیکی کر کے دل خوش ہو
اور گناہ کر کے دل برا ہو۔ غرضکہ گناہ کی عادت ہو جانے سے پھر توبہ مشکل ہو جاتی ہے
اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے بھروسہ گناہ کرنا نہایت بے وقوفی ہے۔ مگر بعضے نادان پھر بھی
دھوکے میں ہیں اور توبہ کے توقع پر گناہوں پر دلیری کرتے ہیں۔ اس شخص کی ایسی
مثال ہے جیسے کسی کے پاس مرہم ہو اور اوس کے بھروسہ وہ اپنی انگلیاں آگ میں
جلا لیتا ہو۔ کیا یہ شخص پورا بے وقوف نہیں ہے۔ کیا کسی عقلمند نے کبھی ایسا بھی کیا ہے
جب اسے آگ میں جلا لینے کی ہمت نہیں پڑتی تو دوزخ کی آگ تو اس آگ سے ستر حصے
زیادہ تیز ہے۔ پھر اسپر کیسی دلیری اور ہمت کیجاتی ہے۔
(۳) بعضے لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ فلاں کام کر کے توبہ کر لیں گے۔ حالانکہ
اوسکی خبر ہی کیا ہے کہ پھر توبہ کرنے کا موقع ملیگا یا نہیں۔ یہ بھی تو اندیشہ ہے کہ پھر اب

کاموں میں پھنس جاوے کہ اونکی مشغولی سے اتنی مہلت ہی نہ ملے اِس لیے اسوقت کی فرصت
کو غنیمت سمجھو اور توبہ کرلو۔ اور توبہ نام ہے اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونیکا۔ اور شرمندگی۔ اور
جلن دل میں اوس وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی بڑائی اور اون کا عذاب نظر کے
سامنے رکھے۔ اور اوس کا خیال دلمیں جمائے۔ اس سوچنے اور خیال جمانے کے لیے
فرصت اور فراغت کی ضرورت ہے۔ پس اِس وقت کی فرصت اور فراغت کو غنیمت
سمجھو۔ بعض لوگ اِس فراغت کی قدر نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ بہت بڑی قدر کی چیز ہے
چنانچہ ایک حدیث شریف ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پانچ چیزوں کو اون کے جاتے
رہنے سے پہلے غنیمت سمجھو۔ اونمیں سے ایک یہ ہے کہ اپنی فراغت کو مشغولی سے پہلے غنیمت
سمجھو۔ مشغول آدمیوں کی حالت میں غور کرنے سے فراغت کی قدر معلوم ہوتی ہے
وہ بیچارے ہر وقت بلاءمیں پھنسے ہوئے ہیں۔ اونکو کوئی وقت فرصت کا اور سوچنے
کا نہیں ملتا اور اِسی حدیث شریف میں ایک دوسری چیز کا ذکر ہے کہ صِحَّتَكَ قَبْلَ
سُقْمِكَ۔ یعنے تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو۔ تیسری چیز ہے جوانی بڑھاپے سے
پہلے اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو شخص امن چین اور تندرستی کے ساتھ صبح کرے اور اوسکے
پاس ایک دن کا کھانا ہو تو گویا اوسکو دنیا کی ساری چیزیں مل گئیں۔ واقع میں یہی بات ہے
کیونکہ اگر زیادہ بھی ہوا تب بھی اوس کے کھانے میں تو ہر روز ایک ہی روز کی خوراک آئے گی
پس اوس میں زیادہ مال والا اور صرف ایک دن کی خوراک والا برابر ہے۔ چنانچہ اسی زمانہ کے
ایک مالدار یہودی کی حکایت ہے کہ وہ ایک روز اپنے خزانہ کو دیکھنے گیا جو زمین کے
نیچے بڑے مکان میں تہا اور وہ مکان کبھی کبھی کھلتا تھا۔ اتفاق سے اوسکو وہاں دیر لگ گئی
اور کسیکو خبر تہی نہیں کہ مالک خزانہ اندر ہے اِس لیے نوکروں نے دروازہ بند کرلیا اور
وہ بہت بڑا مکان تہا اور دروازوں کا سلسلہ بڑی دور تک تہا۔ اور یہ اتنی دور تہا کہ
وہاں سے آواز باہر نہیں آسکتی تہی۔ غرض کہ وہ یہودی مالدار وہاں جواہرات کے
ڈھیروں میں بھوکا پیاسا مرگیا۔ اوسوقت کوئی اوس سے پوچھتا تو اوس کے نزدیک
ایک بسکٹ اور پانی کے گلاس کے سامنے سارا خزانہ ہیچ تہا۔ ایسی ہی ایک اور حکایت ہے

زیادہ مال کے کارآمد نہ ہونے کے متعلق ایک حکایت۔

کہ کسی بھوکے کو راستہ میں ایک تھیلی ملی کھولکر جو دیکھا تو اوس میں اشرفیاں تھیں اوس نے پھینک کر زمین پر ماریں اور افسوس کیا اور کہا کہ اگر یہ گیہوں کے دانے ہوتے تو کچھ کام آتے خلاصہ یہ کہ فراغت اور صحت اور ضروری خرچ کی چیزیں بہت غنیمت ہیں یہ ہر وقت میسر نہیں آتیں۔ اس لیے اوسکو غنیمت سمجھیں اور اوس وقت کی فرصت کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور توبہ بہت جلدی کرے۔ بعضے لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور معافی کے ناز پر توبہ نہیں کرتے حالانکہ رحمت اور معافی کی خبریں اس لیے دی گئیں ہیں کہ توبہ کرنے والے کو نا امیدی نہ ہو۔ اور یہ خبریں اس لیے نہیں ہیں کہ اور دلیر ہو کر گناہ کرو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان اور رحمت کی خبریں سننے کا اثر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اور بھی تابعداری زیادہ کرتے نہ کہ اور گستاخی۔ اور نافرمانی کیجائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے تو وہ اور زیادہ محبت اور تابعداری کرتا ہے۔ نہ گستاخی۔ اور نافرمانی اور اگر یہ شبہ کیا جائے کہ واقعی احسان کا اثر تو یہی ہونا چاہیئے کہ تابعداری اور زیادہ کرتے مگر گناہوں میں لذت ہی ایسی ہے کہ اونکو چھوڑنا دشوار ہو گیا ہے۔ تو اوس کا جواب یہ ہے کہ گناہوں کی لذت ایسی ہے جیسے کہ کھجلی کی لذت۔ کہ خود اوس میں کوئی لذت نہیں۔ صرف بیماری کیوجہ سے لذت معلوم ہوتی ہے پھر کھجانے کے بعد فوراً جلن اور تکلیف ہونے لگتی ہے۔ سو یہ در اصل بیماری ہے۔ جیسا سانپ کے کٹے ہوئے کو کڑوا بھی میٹھا معلوم ہونے لگتا ہے سو کوئی عقلمند تندرستی کے مقابلہ میں ایسی لذت کو نفع کی چیز نہیں سمجھ سکتا۔ البتہ اصلی لذت عبادت میں ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے ابھی عبادت اور پرہیزگاری کی لذت چکھی نہیں اس لیے گناہ اور نفس کی لذتوں کی اونکو رغبت ہوتی ہے آخرت۔ اور پرہیزگاری کی لذت حضرت ابراہیم ادہم سے پوچھیے کہ کس طرح اوس کے پیچھے بادشاہت کی لذت چھوڑ دی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس لذت کے پیچھے بادشاہی کپڑے پہننے چھوڑ دیئے تھے۔ اور غریبوں کے سے کپڑے پہننے اختیار کیے تھے۔ اور بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنجر کے بادشاہ نے نیمروز کا ملک دینا چاہا۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اگر سنجر کے ملک کی ذرا سی ہوس بھی

گناہوں کی لذت کی مثال۔ ۵

ہمارے دلمیں ہو تو ہمارا مقدر خدا کرے آپ کے چتر[1] کے مانند سیہ ہو جائے اور ہمیں جو ملک آدہی رات کے ملک کی خبر لگ گئی ہے۔ یعنے رات کی عبادت کا مزا پڑ گیا ہے اس لیے ہم نیمروز کے ملک کو ایک جو کی قیمت میں بھی نہیں لیتے۔ خاقانی فرماتے ہیں کہ مجھے بیس سال کے بعد اس کا یقین ہو گیا۔ کہ خدا کے ساتھ ایک دم مشغول ہونا حضرت سلیمان کے ملک سے بہتر ہے اور واقعی یہ تمام گناہوں کی لذتیں اصل میں جان کے لیے عذاب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کو کافروں کے مال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ دنیا کی زندگی میں مال اور اولاد کے ساتھ اونکو عذاب دینا چاہتے ہیں۔ مال و اولاد کے عذاب ہونے کی ایک تو یہی وجہ ہے کہ اُن سب چیزوں کا مرضی کے موافق حاصل ہونا اختیار میں نہیں۔ اور اگر حاصل بھی ہو گئیں تو اُن سب کی مشغولی کیوجہ سے جو پریشانی اور بے آرامی ہو گی یہ دوسرا عذاب ہے۔ حقیقت میں آرام تو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ہے۔ قرآن شریف میں ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو چین پڑتا ہے۔ یہ تکلیفیں تو گناہ کی وجہ سے خود گناہ کرنے والے ہی کو ہوتی ہیں اور بعضی مصیبتیں شہروں اور ملکوں میں پھیلتی ہیں۔ چنانچہ انہی گناہوں کی بدولت طرح طرح کی بیماریاں۔ طاعون۔ اور دوسری وبائی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ آپس کی نااتفاقیاں وغیرہ ظاہر ہوتی ہیں اور گناہوں سے مصیبتوں کا آنا خود قرآن شریف سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں کہ تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی کیے ہوئے کی بدولت ہے۔

ایک بزرگ گھوڑے پر سوار تھے۔ وہ شوخی کرنے لگا۔ فرمانے لگے ہم سے آج کوئی گناہ ہو گیا ہے اوس کی وجہ سے یہ گھوڑا شوخی کرتا ہے اور کہنا نہیں مانتا۔ پھر توبہ کی۔ تو گھوڑا سیدھا ہو گیا اور حقیقت میں یہی بات ہے کہ جو شخص خدا کے حکم سے نہیں پھرتا اوس کے حکم سے بھی کوئی نہیں پھرتا۔ اور جو کوئی خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اوس سے جن اور انسان اور ہر چیز ڈرتی ہے۔ اوس کے مناسب جناب پیر و مرشد حضرت حاجی صاحبؒ کی حکایت ہے کہ ایک دفعہ پیران کلیر سے لوٹتے ہوئے سہارنپور تشریف لائے۔

بعض مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں اور اس کے متعلق ایک بزرگ کی حکایت

جو خدا تعالیٰ کی تابعداری کرتا ہے ہر چیز اس کی تابعداری کرتی ہے اور حضرت حاجی صاحبؒ کی حکایت

[1] جب بادشاہ کی سواری نکلتی ہے تو دھوپ سے بچانے کے واسطے وہ بادشاہ کے سر پر کھنچا ہوا رہتا ہے۔ ۱۲ منہ

(باقی آئندہ)

روح یازدہم۔ نماز کی پابندی کرنا۔ کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اسبارہ میں نقل کرتا ہوں۔

آیات (ع۱) (خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی صفات میں فرمایا) اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں (شروع سورہ بقرہ) **ف** اسمیں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آگیا (ع۲) اور نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو (ربع الم) **ف** ایسے الفاظ سے نماز کا حکم قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے جا بجا آیا ہے (ع۳۱) اے ایمان والو (طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارہ میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) لو (شروع سیقول) **ف** اسمیں نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے جسکی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے (ع۴) محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا) پھر اگر تمکو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے (جس طرح بن سکے خواہ قبلہ کیطرف بھی مونہ نہ ہو اور گو رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اسپر محافظت رکھو اسکو ترک مت کرو) (قریب ختم سیقول)

ف غور کرو کسقدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں (ع۵) (اگر دشمن کے مقابلہ کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جاوینگے تو دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا) تو (ایسی حالت میں) یوں چاہیئے کہ (جماعت کے دو گروہ ہو جاویں پھر) انمیں سے ایک گروہ کو آپکے ساتھ (جب آپ تشریف رکھتے تھے اور آپکے بعد جو امام ہو اسکے ساتھ نماز میں) کھڑے ہو جاویں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کیلئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جاویں تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں آگے ارشاد ہے کہ) پھر جب یہ لوگ (آپ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کر لیں) تو یہ لوگ (نگہبانی کے لیے) تمھارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی وہ بجائے اس پہلے گروہ کے امام کے قریب آ جاوے) اور آپ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اسکو) پڑھ لیں (یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھا دے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا دے اور ایک گروہ کو ایک رکعت) **ف** غور کرو نماز کسقدر ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دیگئی مگر ہماری مصلحت کیلئے اُسکی صورت بدل دی (ع۶) اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ)

۴۵

اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو آگے اور عذروں کا بیان ہے جنمیں پانی نہ ملنے کی ہی ایک صورت ہے) تو (اُن سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (شروع سورہ مائدہ) **ف** دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم ہو گیا ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا لیکن نماز معاف نہیں ہوئی (۷) (شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا) اور شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تمکو باز رکھے (شروع واذا سمعوا) **ف** دیکھو نماز کی کسقدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اُسکو حرام کر دیا تاکہ نماز میں خلل نہو (۸) ایک ایسی جماعت کے بارہ میں جنھوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہونچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) اور (اُس اسلام کو ظاہر بھی کر دیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں وہ تمھارے دینی بھائی ہو جائیں گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جاویگا) (شروع سورہ براۃ) **ف** اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کبھی کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھا ہو تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ ہم اسکو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں اسلئے وہ اس درجہ کی علامت نہیں (۹) (ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر اُن کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے (مراد عذاب ہے) (قریب ختم سورہ مریم) **ف** دیکھو نماز کے ضائع کرنے والوں کے لئے عذاب کی کیسی وعید سنائی (۱۰) اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے (آخر سورہ طٰہٰ) **ف** یہ حکم ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو تو کیسے معاف ہو سکتی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسیطرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے۔ اور بہت آیتیں ہیں اِس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی۔

احادیث (نمبر ۱) حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو اور آدمی وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل کچیل نہ رہیگا آپ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ اُن کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے (بخاری و مسلم) **ف** اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے (نمبر ۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان کسر ترک نماز کی کسر ہے (جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آگیا جاہے بندہ کے اندر نہ آوے پاس ہی آجاوے مگر دوری تو نہ رہی) (مسلم) **ف** دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے (نمبر ۳) حضرت عبد الرحمن بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اسپر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اُس کے لیے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اسپر محافظت نہ کرے وہ اُس کے لئے نہ روشنی ہوگی اور نہ دستاویز اور نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (یعنی دوزخ میں اگرچہ اُن کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نہ رہے مگر ہونا بھی بڑی سخت بات ہے) (احمد و دارمی و بیہقی شعب الایمان) (نمبر ۴) حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے پس جس شخص نے اسکو ترک کر دیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہوگیا (یعنی ہم اس کے ساتھ کافر کا سا برتاؤ کرینگے کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی انمیں نہیں پائی جاتی کیونکہ وضع و لباس و گفتگو سب مشترک تھی تو ہم کافر ہی سمجھیں گے) (احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ) **ف** اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ ترک نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہوتے ہوئے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے (نمبر ۵) عمرو بن شعیب نے باپ سے اور انکو باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں اور اسپر انکو مارو جب وہ دس برس کے ہوں (ابوداؤد) (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں) (نمبر ۶) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہوئے انمیں ایک شہید

ہوگیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے) مرا طلحہ بن عبیداللہ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنیوالے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا مجکو بہت تعجب ہوا صبح کو میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس (مرنے والے) نے اس (شہید) کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض و واجب و سنت موکدہ ہی لیجاویں تو دس ہزار رکعت کی قریب ہوتی ہیں یعنی اِس لیے وہ شہید سے بڑھ گیا) (احمد وابن ماجہ وابن حبان و بیہقی) ف ابن ماجہ وابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ فقط اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اِس فضیلت میں نماز ہی کو ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا تو نماز ایسی چیز ٹھیری کہ اسکی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے (۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے (دارمی) ف نماز ہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھکر جنت میں لیجانے والی ہے (۸) عبداللہ بن قرط سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اُتری تو اُس کے سارے عمل ٹھیک اُتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اسکے سارے عمل خراب نکلیں گے (طبرانی اوسط) ف معلوم ہوتا ہے نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے اِس سے بڑھکر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونیکی۔ (۹) ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے اسیطرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بیجان ہیں) (طبرانی اوسط وصغیر) ف جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اسکو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے (۱۰) حضرت حنظلہ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص پانچ نماز کی محافظت کرے یعنی اُن کے رکوع کی بھی اُن کے سجدہ کی بھی اور اُن کے وقتوں کی بھی (یعنی انمیں کوئی کوتاہی نکرے) اور اِس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا یہ فرمایا کہ اُس کے لیے واجب ہوگی یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہوجاویگا (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے) (احمد) یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں یہ دس آیتیں دس حدیثیں سب مل کر بیس ہوئیں اگر مسلمان ہو تو اتنی آیتیں حدیثیں سنکر بھی نماز کی پابندی نکروگے۔ کتبہ اشرف علی

۴۸

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ انجام بیں ہیں اون کی روش ٹھیک ہے خوب سمجھ لو۔ اور فی الواقع حق سبحانہ ہی صحت غیب سے واقف ہیں ہم کو جو کچھ معلوم تھا وہ بیان کر دیا خیر یہ گفتگو کبھی ختم ہی نہ ہوگی اب اصل راز بیان کرنا چاہیئے اور پھر زاہد کا قصہ بیان کرنا چاہیئے اور اوس یکتائے زمان شیخ کا واقعہ بیان کرنا چاہیئے جو کہسار ہی میں سوتا تھا اور وہیں کھاتا تھا۔

شرح شبیری

حکایت اوس درویش کی کہ اوسنے پہاڑ میں خلوت اختیار کی تھی اور خلوت اور انقطاع عن الخلق کی حلاوت اور ذکر اس منقبت میں داخل ہونے کا کہ انا جلیس من ذکرنی و انیس من استانس بی ○

گر با ہمہ چوں بے منی بے ہمہ
ور بے ہمہ چوں با منی با ہمہ

بود درویشے بکہسارے مقیم ۔۔۔ خلوت اوراً بود ہمخواب و ندیم

یعنی ایک درویش ایک پہاڑ میں مقیم تھا اور اوس کے لیئے خلوت ہی ہمخواب اور ندیم تھی ○

۱۴۱

چون ز خالق مے رسید او را شمول بود از انفاس مرد و زن ملول

یعنی چونکہ خالق سے اوسکو شراب (محبت) ملتی تھی تو وہ مرد و زن کے انفاس سے ملول ہوتا مطلب یہ کہ چونکہ اوسکو حُبِ حق نصیب تہا لہذا وہ مخلوق کے اختلاط سے پریشان ہوتا تھا۔ مولانا آگے حکایت سے دوسرے مضمون کیطرف انتقال فرماتے ہیں کہ۔

ہمچنان کہ سہل شد ما را حضر سہل شد ہم قوم دیگر را سفر

یعنی جیسا کہ ہمکو ایک جگہ رہنا سہل ہے اسیطرح دوسرے لوگوں کو سفر سہل ہے یہ ایک مثال ہے مقصود اس مثال سے یہ ہے کہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک کو سہل اور دوسرے کو مشکل۔ تو اس فقیر کو تو خلوت سہل تھی مگر ہمکو مشکل ہوتی ہے آگے اور ایکی مثال ہے کہ۔

آنچنان کہ عاشقی بر سروری عاشق است آنخواجہ بر آہنگری

یعنی جیسے تم سرداری پر عاشق ہو اسی طرح ایک دوسرا آدمی آہنگری پر عاشق ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آنرا در دلش انداختند

یعنی ہر شخص کو کارکنان قضا و قدر نے ایک کام کے لیے بنایا ہے اور اوس کے دل میں اوسکی رغبت ڈال دی ہے اب سب لوگ اسیطرح کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اونکو وہی سہل ہے۔ کوئی سنار ہے تو کوئی لوہار۔ کوئی بڑھی ہے تو کوئی معمار۔ علی ہذا۔

دست و پا بے میل جنبان کے شود خار و خس بے آب و بادے کے رود

(یعنی) ہاتھ پاؤں بے رغبت کے کب ہلتے ہیں اور خار و خس بے پانی اور ہوا کے کب چلتے ہیں مطلب یہ ہے کہ دیکھو جسقدر دنیا میں کام ہو رہے ہیں ہاتھ پاؤں سے تو ہاتھ پاؤں تو جب ہی چلتے ہیں جب ان کے لیے کوئی محرک ہو۔ جیسے کہ خار و خس کے لیئے پانی یا ہوا محرک ہوا کرتی ہے تو

پس محرک اِن کے لیے وہی اقتضائے نفس ہے کہ نفس اوسکو کرنا چاہتا ہے تو دست و پا اوس کے تابع ہو کر
اوس کام کو کرنے لگتے ہیں جب معلوم ہوا کہ جو کام ہوتا ہے وہ رغبت اور میلان سے ہوا کرتا ہے
تو فرماتے ہیں کہ

گر ببینی میل خود سوئے سما　　　پرِّ دولت برکشا ہمچون ہما

یعنی اگر تم اپنا میلان آسمان کی طرف دیکھو تو پر دولت کو ہما کی طرح کھول دو۔ مطلب یہ کہ
اگر دیکھو کہ تمہارا میلان طبعی عالم غیب کی طرف ہے تب تو خوب عروج کرو۔ اور کوشش
کر کے ترقی حاصل کرو۔

ور ببینی میل خود سوئے زمین　　　نوحہ میکن ہیچ منشیں از حنین

یعنی اور اگر تم اپنا میلان زمین کی طرف دیکھو تو نوحہ کرتے رہو اور اگریہ وزاری سے بیٹھو مت
مطلب یہ کہ اگر عالم سفلی کیطرف تمہارا میلان ہو تو بس پھر تو سر پکڑ کر رویا کرو۔ اور آہ وزاری کیا کرو

عاقلان خود نوحہ ہا پیشین کنند　　　جاہلاں آخر بسر برمے زنند

یعنی عاقل تو خود پہلے ہی سے نوحہ کرتے ہیں اور جاہل آخر میں سر پیٹتے ہیں یعنی جو عاقل ہیں
وہ تو ہر وقت حق تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے رہتے ہیں تو وہ اون کے کام آتی ہے اور
جو جاہل ہیں وہ بعد کو سر پیٹا کرتے ہیں اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

ز ابتدائے کار آخر را ببین　　　تا نباشی تو پشیمان یوم دین

یعنی ابتدا ر کار سے انجام کو دیکھ تو تاکہ قیامت میں پشیمانی نہو۔ یعنی اگر اول ہی سے دیکھ لوگے
تو پھر انشاء اللہ نافرمانی صادر نہوگی اور سمجھوگے کہ اُسکا بُرا انجام ہے تو اُسکو ترک کردوگے
آگے ایک حکایت لاتے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کو اول ہی سے
سوچ لینا چاہیئے۔

ایک سونار کا انجام کار کو دیکھ لینا اور ترازو مانگنے والے سے اوسکے موافق باتیں کرنا

آن یکے آمد بہ پیش زرگرے
کہ ترازو دہ کہ سنجم زرے

یعنی ایک شخص کسی سونار کے پاس آیا کہ ترازو (کانٹا) دیدے میں کچھ سونا تولونگا۔

گفت رو خواجہ مرا غربال نیست
گفت میزان دہ برین تسخر مایست

یعنی سونار نے کہا کہ جناب جائیے میرے پاس چھلنی نہیں ہے تو وہ شخص بولا کہ ترازو دو۔ اور اس تمسخر پر مت ٹہیرو۔ یعنی اوس شخص نے کہا کہ میاں مسخراپن مت کرو ذرا ترازو دیدو۔

گفت جاروبے ندارم در دکان
گفت بس بس این مضاحک را بمان

یعنی سونار نے کہا کہ میری دوکان پر جھاڑو نہیں ہے تو وہ شخص بولا کہ بس بس ان مسخرہ پنوں کو رہنے دو

من ترازوے کہ میخواہم بدہ
خویشتن را کر مکن ہر سو مجہ

یعنی میں تو ترازو مانگتا ہوں وہ دیدے اپنے کو بہرا مت بنا اور ہر طرف مت جا۔

گفت بشنیدم سخن کر نیستم
تا نہ پنداری کہ بے معنیستم

یعنی سونار نے کہا کہ میں نے بات سن لی ہے میں بہرا نہیں ہوں اور یہ ہرگز مت سمجھنا کہ میں بے معنی ہوں (بلکہ)

این شنیدم لیک پیری مرتعش
دست لرزان جسم تو نا منتعش

یعنی میں نے یہ تو سن لیا لیکن تو بڑھا ہے ہاتھ پیر کانپنے والا ہاتھ لرزان ہے اور جسم تیرا بے قابو ہے

فہم کردم لیک پیری ناتوان دستت از ضعف است لرزان ہمچنان

یعنی میں نے سمجھ لیا لیکن تو بڈھا ہے اور ہاتھ تیرا ہر وقت ضعف کیوجہ سے کانپتا ہے۔

وان زرِ تو ہم قراضہ خورد و مرد دست لرزد پس بریزد زر خورد

یعنی وہ تیرا سونا بھی ریزہ ریزہ ہے تو تیرا ہاتھ کانپے گا اور وہ زر خورد گر جاوے گا۔

پس بگوئے خواجہ جاروبے بیار تا بجویم زر خود را از غبار

یعنی پھر تو کہیگا کہ میاں ذرا جھاڑو لانا تاکہ میں غبار میں سے اپنا سونا تلاش کرلوں۔

چون بروبی خاک را جمع آوری گوئیم غربال خواہم ای جری

یعنی جب تو جھاڑو دیگا تو خاک کو جمع کرے گا اور مجھ سے کہیگا کہ میاں مجھے چھلنی کی ضرورت ہے

تا بہ بیزم خاک و زر جویم ازان کے بود غربال مارا در دکان

یعنی تاکہ میں خاک کو چھانکر اوسمیں سے سونا تلاش کرلوں تو ہماری دکان میں چھلنی کہاں ہے۔

من ز اول دیدم آخر را تمام جائے دیگر رو ازینجا والسلام

یعنی میں نے اول ہی آخر کو پوری طرح دیکھ لیا تھا۔ (لہذا) تم کہیں اور چلا جاو والسلام مولٰنا فرماتے ہیں کہ

ہر کہ اول بین بود اعمی بود ہر کہ آخر بین چہ با معنی بود

یعنی جو شخص کہ صرف اول بین ہو وہ اندھا ہوتا ہے اور جو کہ آخر بین ہو وہ کیسا با معنے ہوتا ہے +

ہر کہ اول بنگرد پایان کار اندر آخر او نگردد شرمسار

یعنی جو شخص کہ اول ہی انجام کار کو دیکھ لے وہ آخر میں شرمسار نہیں ہوا کرتا۔

حکم چون بر عاقبت اندیشی است بادشاہی بندۂ درویشی است

یعنی حکم جب عاقبت اندیشی کا ہے تو بادشاہی غلام درویشی کی ہے مطلب یہ کہ دیکھو بادشاہی کا انجام کیا ہے مفلسی و درویشی کہ قبر میں جاکر کچھ بھی پاس نہوگا اور اعتبار انجام کا ہے اور وہی اصل ہے اور یہ حالت ابتدائی تابع ہے تو بس بادشاہی درویشی کے تابع ہوئی۔ اور غلام بھی آقا کا تابع ہوا کرتا ہے۔ لہذا بادشاہی درویشی کی غلام ہوئی آگے فرماتے ہیں کہ

عاقبت بینان بوند اہل رشاد در نگر واللہ اعلم بالسداد

۱۴۶ یعنی اہل رشاد ہی عاقبت بین ہوتے ہیں تم اسمیں غور کرلو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مطلب یہ کہ اہل اللہ و اہل رشاد ہی آخر بین ہیں کہ اون کی نظر انجام پر ہے تب تو اس دنیا کو ترک کرکے عاقبت کو اختیار کیا ہے لہذا چاہیئے کہ ہمیشہ انجام پر نظر کرکے جسکا انجام اچھا ہو اوسکو اختیار کرو اور دوسرے کو ترک کردو۔ آگے فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد راز گوئی قصۂ آن مرد زاہد باز گوے

یعنی یہ بات تو انتہا نہیں رکھتی تم راز کو بیان کرو اور اوس مرد زاہد کا قصہ پھر کہو۔

کن تمام اکنون حدیث شیخ فرد کاندران کہسار بودش خواب و خورد

یعنی اب تم اوس شیخ یکتا کی بات کو پورا کرد جسکی کہ خواب و خورد اوسی پہاڑ میں تھی۔

شرح حبیبی

اندران کہ بود اشجار و ثمار
سیب و امرود و انار و بے شمار

قوت آن درویش بود آن میوہ ہا
غیر آن چیزے نخوردے دائما

گفت آن درویش یارب با تو من
عہد کردم زین نچینم در زمن

خود نچینم میوہ را در کل چین
نیز غیرے را نگویم کہ بچین

جز ازان میوہ کہ باد اندازدش
من نچینم از درخت منتعش

مدتے بر نذر خود بودش وفا
تا در آمد امتحانات خدا

زین سبب فرمودہ استثنا کنید
گر خدا خواہد بہ پیمان بر زنید

زانکہ حکم کار در دست من است
اختیار جملگان پست من است

ہر زمان دل را دگر میلے دہم
ہر زمان بر دل دگر داغے نہم

کل اصباح لنا شان جدید
کل شئے عن مرادے لایحید

در حدیث آمد که دل همچون پریست | در بیابانی اسیر صرصریست
باد پر را هر طرف راند گزاف | گہ چپ و گہ راست با صد اختلاف
در حدیث دیگران دل دان چنان | کاب جوشان ز آتش اندر قازغان
هر زمان دل را دگر رائے بود | آن نه از وے لیک از جائے بود
پس چرا ایمن شوی بر رائے دل | عہد بندی تا شوی آخر خجل
این هم از تاثیر حکم ست و قدر | چاه می بینی و نتوانی حذر
۱۴۸
نیست خود از مرغ پران این عجب | کو نه بیند دام و افتد در عطب
این عجب که دام بیند با وتد | گر بخواهد ور نخواهد مے فتد
چشم باز و گوش باز و دام پیش | سوئے دامے مے پرد با پر خویش
بنگر اندر دلق مهتر زاده | سر برهنه در بلا افتاده
در هوائے نابکارے سوخته | اقمشه و املاک خود بفروخته
خوار گشته در میان قوم خویش | مرهمش نایاب و دل ریش از مریش

(باقی آئندہ)

قولہ گفت پیغمبر الی قولہ ای خدایا منفقان الخ
روی الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الآخر اللھم اعط ممسکا تلفا کذا فی المشکوٰۃ

قول لشارح الفقر فخری فی المقاصد الحسنۃ قال شیخنا ھو باطل موضوع والدیلمی عن معاذ بن جبل رفعہ تحفۃ المومن فی الدنیا الفقر وسندہ لا باس بہ ۱۲ ملخصاً

قولہ انھن یغلبن العاقل ویغلبھن الجاھل روی ابو داؤد عن ابن عمر مرفوعاً ما رایت من ناقصات عقل ولا دین اغلب لذی لب منکن

قول مثنوی گفت پیغمبر الی قولہ اے خدا یا منفقاں را۔ الخ بخاری ومسلم نے حضرت ابوھریرہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جسمیں بندوں کو صبح ہوتی ہو (اور ظاہر ہے کہ ہر دن ایسا ہی ہوتا ہے) مگر دو فرشتے (آسمان سے) نازل ہوتے ہیں اونمیں ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو عوض دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ نہ کرنے والیکو تلف (نقصان) دے اسی طرح ہے مشکوٰۃ میں۔

صاحب کلید کا قول۔ الفقر فخری مقاصد حسنہ میں ہے کہ یہ غلط اور موضوع ہے اور دیلمی نے معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے اور اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ۱۲

قول مثنوی انھن یغلبن العاقل ویغلبھن الجاھل ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کیا کہ میں نے کسی ذی عقل پر غالب آجانے والا تم عورتوں سے جو کہ ناقص العقل و الدین بھی ہو زیادہ

۳۳

الحدیث قلت ویستفاد منه معنی الروایة المذکورة

قوله حبیعمی ویصم فی الاربعین للشاہ ولی الله رح بسند مرفوعاً حبك الشیٔ یعمی ویصم

قول الشارح غالباً سیوطی الی قوله قیامت اخرج الترمذی مرفوعاً قال صلی الله علیه وسلم ان اول ما خلق الله القلم فقال له اکتب فجری بما هو کائن الی الابد وقال الترمذی حسن صحیح غریب وفی الدر المنثور عن ابن عباس ان المراد ما هو کائن الی یوم القیامة وکذا روی ابو هریرة مرفوعاً کما فی حاشیة الترمذی عن علی القاری

کسیکو نہیں دیکھا الحدیث اس سے روا... مذکورہ کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

قول مثنوی حب یعمی ویصم حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی اربعین میں انکی سند سے مرفوعاً مروی ہے کہ تمھا... کسی چیز سے (حد سے زیادہ) محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے (کہ محبوب کی برائی چشم وگوش میں نہیں آتی)

صاحب کلید کا قول۔ غالباً... الی قول قیامت ترمذی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اوس سے فرمایا لکھ۔ پس ابد تک جو ہونے والا ہے اوسکی (کتابت کی) ساتھ وہ (قلم) جاری ہوگیا ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور در منثور میں حضرت ابن عباس سے رضؓ روایت ہے کہ (ما ھو کائن الی الابد سے) وہ چیزیں ہیں جو قیامت تک ہونیوالی ہیں (یعنی ابد سے مراد قیامت ہوئی) اور ایسے ہی ابو ہریرہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ حاشیہ ترمذی میں علی قاری سے منقول ہے۔

۳۴

قوله شاوروهن فی المقاصد الحسنة حدیث شاوروهن وخالفوهن لم اره مرفوعاً ولکن عند العسکری من قول عمر خالفوا النساء فان فی خلافهن البرکة اه محصلاً وفی الفوائد المجموعة مرفوعاً هلکت الرجال حین اطاعة النساء فان فی خلافهن البرکة اخرجه الطبرانی والحاکم وصححه

قوله مرتد شدن کاتب وحی الخ فی لباب النقول فی سورة الانعام منه اخرج ابن جریر عن عکرمة فی قوله ومن قال سانزل مثل ما انزل الله قال نزلت فی عبد الله بن

قول صاحب مثنوی - شاوروهن الخ مقاصد حسنہ میں ہے کہ حدیث شاوروهن وخالفوهن میں نے مرفوعاً نہیں دیکھی لیکن عسکری کے نزدیک حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ عورتوں کی مخالفت کرو کیونکہ انکی مخالفت میں برکت ہے اھ محصلاً اور فوائد مجموعہ میں مرفوعاً ہے کہ مرد ہلاک ہوجائیں گے جسوقت عورتوں کی اطاعت کرنے لگیں گے کیونکہ ان کے خلاف میں برکت ہے روایت کیا اسکو طبرانی اور حاکم نے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ باعتبار اکثر عورتوں کے اور اکثر امور کے ہے ورنہ جس عورت میں فہم اور دین ہو اور اسکی رائے دلکو لگے وہ مستثنیٰ ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امور میں حضرت ازواج مطہرات سے مشورہ لیکر عمل فرمایا ہے۔

قول صاحب مثنوی - مرتد شدن کاتب وحی الخ لباب النقول سورہ انعام میں ہے ابن جریر نے عکرمہ سے اس آیت کے ذیل میں ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ نقل کیا ہے۔ کہ عکرمہ نے کہا کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے باب میں نازل ہوئی الخ پھر یہ

۳۵

سرح الخ ثم اتاہ صلی اللہ
علیہ وسلم مع عثمانؓ وجدد
الاسلام یوم فتح مکۃ۔
قول الشارح سیکون
فی المشکوۃ مرفوعا لقد
کان فیما قبلکم من الامم
محدثون فان یک فی امتی
احد فانہ عمرؓ
متفق علیہ۔
قولہ اصبحت مؤمنا
حقا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الی اخر القصۃ قد
وقع الخلط بین القصتین
وانی انقل کلیتہما عن
الرحمۃ المہداۃ کتاب
الایمان منہا فاحدہما
عن محمد بن صالح
الانصاری ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لقی
عوف بن مالک فقال کیف
اصبحت یا عوف بن مالک
قال اصبحت مؤمنا حقا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل قول حقیقۃ

۳۶

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ حاضر ہوئے
اور اسلام کی تجدید کی۔
صاحب کلید کا قول سیکون الخ
مشکوۃ میں مرفوعاً ہے تم سے پہلی امتوں میں
صاحب الہام لوگ تھے سو اگر کوئی میری امت
میں ایسا ہوا اور ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ
یہ امت سب امم سے افضل ہے) تو عمر (بھی)
ضرور ہیں روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے۔
قول صاحب تنویر اصبحت مؤمنا
حقا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی اخر القصۃ۔ صاحب تشرف کہتا ہے
کہ یہاں دو قصوں میں خلط واقع ہوگیا ہے
اور میں دونوں کو رحمۃ مہداۃ کی کتاب
الایمان سے (الگ الگ) نقل کرتا ہوں
سو ایک قصہ تو یہ ہے کہ محمد بن صالح انصاری
سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے عوف بن مالکؓ سے ملاقات
کی اور فرمایا کہ اے عوف بن مالک تم نے
کس حالت میں صبح کی اونہوں نے عرض کیا
کہ میں نے اس حالت میں صبح کی کہ میں پختہ
مومن ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔

باقی آئندہ

حاصل یہ تھا کہ ہمکو کیا کرنا چاہیئے میں نے لکھا کہ آپ ایک فہرست بنا کر بھیجدیجئے کہ آپ کیا کیا کر سکتے ہیں اوسپر میں لکھدوں گا کہ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے۔

(۷۰) فرمایا کہ ہر جگہ بدگمانی اور تجسس کرنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ اسکی بھی ایک تفصیل ہے اگر اوس شخص سے تعلق تربیت واصلاح ہو جسمیں شبہ ہے تو دریافت کرے بلکہ بعض محل میں دریافت کرنا ضروری ہے نواح پانی پت کے ایک صاحب نے پندرہ روپیہ اس مدرسہ کیلئے مجکو دیے مینے ان سے دریافت کیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تم نے یہاں اسواسطے روپیہ دیے ہیں کہ میں خوش ہونگا سچ بتاؤ میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں ان صاحب نے خود اقرار کیا کہ جی حضرت بات تو یہی ہے۔ مجھے یہ شبہ اس سے ہوا کہ پانی پت میں بھی مدرسہ ہے غرباء و مساکین بھی ہیں۔ پھر یہاں کی تخصیص کیوں کی حالانکہ یہ ایسی بات ہے کہ سب جگہ جاری ہو سکتی ہے۔ مگر مجھے ایسے شخص کی تفتیش سے کیا غرض جو مجھ سے تعلق نہیں رکھتا چنانچہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کے واقعہ میں اون سے خود دریافت کیا ہے کہ اے عائشہ رض ہم نے تمھاری بابت ایسا ایسا سنا ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو مجھ سے کہدو میں تمھارے واسطے استغفار کرونگا اور دوسرے لوگوں کے بارے میں صحابہ سے فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کسی کی باتیں نہ بیان کیا کرو میں چاہتا ہوں کہ لوگوں سے میرا دل صاف رہے اور قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ لوگوں کے بھید نہ معلوم کرو چنانچہ ارشاد ہے فلا تجسسوا الخ اسی کے ذیل میں فرمایا یہاں پر ایک شخص نے دوسرے شخص کو امر بالمعروف کیا اور مجھے شبہ ہوا اون سے دریافت کیا کہ آپنے فلاں شخص کو امر بالمعروف کیا ہے اون صاحب نے کہا کہ جی ہاں فرمایا مینے اون سے کہا کہ آپ مسجد میں کھڑے ہیں اللہ کا نام لیتے ہیں اگر جھوٹ کہو گے تو دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاویں گے اب بتلائیے کہ جسوقت آپنے انکو امر بالمعروف کیا تھا آپ اوس وقت اپنے کو اچھا سمجھتے تھے یا نہیں۔ انہوں نے اقرار کیا کہ بیشک یہ بات تو تھی میرے اندر فرمایا یہ تو ہدایت نہیں ہے یہ تو گمراہی ہے اور گمراہی بھی کیسی بلکہ شرک ہے۔ پھر اب کیا ہونا چاہیئے کہا جو آپ فرماویں مینے کہا کہ تمام

29

نمازیوں کے جوتہ سیدھے کیا کیجئے اور سب کو لوٹہ بھر بھر کر دیا کیجئے اور چونکہ یہ مرض بیدار
ہے ذکر و شغل سے بالکل ذکر و شغل چھوڑ دیجئے مگر مجھے پیر اللہ کی نام کا ادب غالب ہوا میں نے
کہا کہ مطلب یہ ہے کہ خصوصیت کیساتھ اس صورت سے جیسے ذاکر کیا کرتے ہیں نہ کیا کر
بلکہ یونہیں چلتے پھرتے کر لیا کیجئے چاہے اوس سے زیادہ کر لیا کیجئے اس عمل کے کرنے
انکو اسقدر فائدہ ہوا۔ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ مجھے دس سال میں بھی اتنا نفع نہوتا۔

۱۷۔ فرمایا علماء کے لالچ نے اسقدر اس طریق کو لوگوں کی نظروں میں حقیر کر دیا
کہ ایک جگہ بھانڈوں نے نقل میں بیان کیا کہ سب سے زیادہ منحوس فرقہ کونسا ہے تو تھوڑ
مولویوں کو کہا ایک شخص نے دریافت کیا کہ اسکی دلیل۔ تو کہا کہ لوگ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہتے
ہیں کہ کوئی مرے تو روٹی حلوا ملے۔ اور سب سے بہتر فرقہ بھانڈوں کا ہے اس لیے کہ ہمیشہ خوشی
کی دعائیں کرتے ہیں اسپر ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ مدرسے تو اب نام ہی کے
رہ گئے ہیں ان سے کچھ نفع نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں صاحب میں بالکل اس کے
خلاف ہوں مدارس کا وجود خیر کثیری اور بڑی برکت کی چیز ہے اسپر مجھے شیخ سعدیؒ کی
حکایت بہت ہی پسند ہے۔ لکھا ہے کہ ایک شہزادے کے تاج کا لعل کسی شکار گاہ میں
کھویا گیا تھا اور رات کا وقت ہو گیا تھا تلاش سے نہیں ملا اوس نے خدام کو حکم دیا
کہ یہاں کے سب کنکر و پتھر جمع کر کے لیچلو۔ اطمینان سے تلاش کر لینا۔ چنانچہ اونہیں میں
سے لعل نکل آیا۔ اسی طرح ان مدارس میں سے ایسے ایسے لوگ نکل آتے ہیں کہ جو سارا دین
کا کام سنبھال لیتے ہیں۔

۲۷۔ فرمایا الاعمال بالنیات جو حدیث شریف میں ہے یہ مباحات و طاعات کے
متعلق ہے معاصی میں نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ طاعات میں اگر نیت نیک ہوگی تب تو
وہ مقبول ہیں اسیطرح مباح میں اگر نیت دین کی ہو وہ دین ہو جاتا ہے اور یہ نہیں ہے
کہ معاصی میں نیت نیک کرنے سے وہ معاصی طاعت بنجاویں گی۔

۳۷۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ اور مولوی رحمت اللہ
صاحب کیرانوی میں گفتگو ہو رہی مولوی صاحب نے حضرت حاجی صاحب سے کہا کہ آپ تو اپنے

آپ کو جنید وقت سمجھتے ہیں - حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ آپ اپنے کو بوعلی سینا سمجھتے ہیں - اس کے بعد مولوی صاحب گھر گئے تو ان پر گریہ طاری ہوا اور صبح کو حضرت کی خدمت میں معذرت کی -

(۷۴) فرمایا کہ مولوی رحمت اللہ صاحب جب قسطنطنیہ سے واپس آئے تو حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سلطان المعظم ایسے ایسے ہیں اگر آپ فرمائیں تو آپ کے واسطے سلطان سے کچھ عرض کر دوں حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ کیا نتیجہ ہوگا جو آپ کو ملا وہ ہی بہ مجھے ملے گا یعنی بیت اللہ سے بعد اور بیت سلطان سے قرب مگر آپ سلطان کی بہت تعریف کرتے ہیں کہ دیندار ہیں میرے واسطے دعا کرا دیجئے پھر فرمایا چونکہ حضرت بڑے محقق نیز جامع تھے اسلئے یوں فرمایا کہ دعا کیلئے کہنا یہ شاہی آداب کے خلاف ہے آپ میرا سلام عرض کر دیں وہ جواب دیں گے اوسمیں دعا ہو جاویگی -

(۷۵) ایک صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں ایک لفافہ پیش کیا کہ یہ فلاں صاحب نے بھیجا ہے دیکھکر فرمایا اسکو واپس کر دو وہ خود کیوں نہیں بھیجتے واسطہ کی کیا ضرورت ہے وہ لوگوں پر اپنا بوجھ کیوں ڈالتے ہیں اور ان صاحب سے کہا کہ آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کو کسیکا سلام و پیام مجھے نہ کہا کیجئے آپ اپنا کام کرنے آئے ہیں یا لوگوں کے سفیر ہیں -

(۷۶) فرمایا ایک صاحب نے مجھ سے دعا کیواسطے کہا میں نے جواب دیا آپ خود بھی تو دعا کیجئے اون صاحب نے کہا کہ میں اس قابل کہاں ہوں میں نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کلمہ تو پڑھ لیتے ہیں جو سب کی اصل ہے - اس کے لیے تو آپ قابل ہو گئے اور دعا کے قابل نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ دعا کے واسطے قابلیت کی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ دعا تو ایک سوال ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ سوال تو نا قابل ہی کیا کرتا ہے یہاں تک کہ دعا کیواسطے شیطان ہونا بھی مانع نہیں چنانچہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیوں قابل نہیں ہیں لوگوں کو شیطان نے اس غلطی میں مبتلا کر کے ایک خیر کثیر سے روک رکھا ہے -

(۷۷) فرمایا ایک حاجی صاحب کن تھانہ بھون ہی کے تھے وہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے

ایک مرتبہ میرا اور اون کا کیرانہ کا سفر ہوا راستہ میں جب نماز کا وقت آیا میں نے گاڑی والے سے کہا کہ بھائی گاڑی روک دے میں اوتر کر لوٹا لیکر ایک نہر کیطرف پانی لینے گیا اور میں نے اون سے کچھ نہیں کہا اور یہ خیال کیا کہ دیکھوں یہ کیا کرتے ہیں وضو کر کے میں نے نماز شروع کر دی وہ بھی چپکے چپکے پانی لا کر وضو کر کے میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور سارے سفر میں نماز پڑھتے رہے لوگوں نے جب اون کو نماز پڑھتے دیکھا تو ہنسی کی کہ حاجی بھی نمازی ہو گئے حاجی نے کہا کہ بھائی مجھے نماز سے انکار تھوڑا ہی ہے میری نماز تو ان مولویوں نے لمبی لمبی رکوتیں پڑھکر چھوڑوا دی ہے اور میرا نام لیکر کہا کہ اگر اوس جیسا امام ہو کہ مختصر مختصر نماز پڑھا دیا کرے تو کبھی بھی نماز نہ چھوڑوں اسپر فرمایا کہ واقعی لوگ ایسی نماز پڑھاتے ہیں کہ مقتدی پریشان ہو جاتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ مظفر نگر کے سفر میں میرا بھی ایک بزرگ کیساتھ جانا ہوا اونہوں نے جنگل میں صلوۃ اوابین شروع کر دیں میں بہت ہی پریشان ہوا ہر کام میں تفقہ کی ضرورت ہے اور روایات کے یاد کرنے کو فقہ نہیں کہتے ہیں۔ فقہ دین کی سمجھ کا نام ہے۔ حدیث میں ایک راہب کا قصہ آیا ہے

۳۲

جریج نامی بہت عابد زاہد تھے ہمیشہ صومعہ کے اندر رہا کرتے تھے یہ ایک دن نماز میں مشغول تھے اونکی والدہ نے کسی ضرورت سے پکارا یہ چونکہ نماز میں تھے نہ بولے وہ خفا ہو کر واپس چلی گئیں اور ان کے واسطے بددعا کی کہ اے اللہ یہ جبتک نہ مرے کہ جبتک کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھے۔ چنانچہ اونکی دعا قبول ہو گئی تھوڑے عرصے کے بعد ایک بدکار عورت کے ایک بچہ ہوا اسپر لوگوں نے اوسکی داروگیر کی اسپر اوس نے ان عابد کا نام لے دیا بس لوگوں نے اون کو پکڑ لیا گھر گرا دیا وہ بیچارے بہت پریشان ہوئے پوچھا آخر کیا خطا ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے اس عورت سے منہ کالا کیا ہے۔ اوس کے حرام کا بچہ ہوا ہے بالآخر اونہوں نے اوس شیر خوار سے کہا کہ بتاؤ تیرے باپ کا کیا نام ہے اوس نے ایک چرواہے کا نام لیا تب اون بیچارے کی جان بچی اس قصہ کو بیان فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فقیہ نہیں تھا اگر فقیہ ہوتا تو نماز توڑ دیتا۔ چونکہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص نوافل میں مشغول ہو اور والدین بےخبری میں پکاریں تو نیت توڑ کر انکی بات سنے

(باقی آئندہ)

(۱) خواہ بطور ارتقاء جیساکہ اہل سائنس قائل ہیں یا بطور نشو جیسے کہ اہل حق کی تحقیق ہے اور اگر کہا جائے کہ یہ عادت کے خلاف اسی لیے نہیں تھا کہ اصلی عادت اسباب طبعیہ آثار کا مرتب کرنا تھا۔

ح اسبات کا قائل نہیں کہ خدا تعالے کا وعدہ خلاف ہو سکتا ہے کیونکہ وعدہ خلافی اس کے یہاں ہو سکتی ہے جسکو وعدہ پورا کرنے پر قدرت نہ ہو یا بھول جاتا ہو۔ اور یہ دونوں باتیں حق تعالے کے یہاں ناممکن ہیں لہذا شق ثانی ہی صحیح رہی اور یہ ہی کہنا پڑے گا کہ کسی کام کو چند روز کرنے سے وعدہ فعلی نہیں ہو جاتا تو یہ مقدمہ غلط اور باطل ہو گیا کہ سنت اللہ وعدہ فعلی ہے۔ جب دلیل کا ایک مقدمہ غلط ہو گیا تو دلیل کل غلط ہو گئی اور ماننا پڑے گا کہ خرق عادت کا وقوع ممکن ہے اور خلاف فطرت باتوں کا وجود ہو سکتا ہے دونوں جواب ختم ہوئے

کوئی ہماری اس تقریر کا رد اس طرح کر سکتا ہے کہ یہ مقدمہ دلیل کا باطل نہیں ہوا کہ عادت وعدہ فعلی ہے اور جو اشکال اسپر وارد کیا گیا تھا کہ اگر عادت سے وعدہ فعلی ہو جاتا ہے تو کبھی اس کے خلاف کیوں ہوتا ہے مثلاً عادت تھی موسم پر بارش ہونے کی اور کبھی اس کے خلاف ہوا۔ تو وعدہ خلافی ہوئی اگر وہ لوگ اس اشکال کا جواب یوں دیں کہ عادت کا دائرہ وسیع ہے عادت اسی ایک فعل یعنی بارش کے متعلق نہ تھی بلکہ ایک اور قاعدہ کلیہ کے متعلق تھی جس کا ظہور کبھی بارش ہونے کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی بارش نہ ہونے کی صورت میں وہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر فعل کے لیے کچھ اسباب طبعیہ مقرر ہیں جہاں جیسا سبب پایا جاوے گا وہاں ویسا اثر ظاہر ہو گا بارش کے لیئے مثلاً سبب مانسون کا اٹھنا ہے۔ جب یہ سبب پایا جاوے گا تو بارش ہوگی اور نہ پایا جاوے گا تو نہ ہوگی جن سالوں میں بارش ہوئی ان سالوں میں مانسون اٹھا ہو گا اور جن سالوں مانسون نہ اٹھا بارش نہ ہوئی تو یہ دونوں فعل اس قاعدہ کلیہ کے اندر داخل ہو کر موافق عادت اور وعدہ فعلی کے رہے تو وہ اشکال جاتا رہا علی ہذا مختلف انواع کا موجود ہونا اسپر بھی یہ اشکال تھا کہ چند روز تک ایک ہی نوع موجود ہونے سے وہ ہی نوع داخل عادت ہو گئی اب اس کے خلاف نہ ہونا چاہیئے یہاں بھی یہی جواب ہو سکتا ہے کہ صرف اس خاص نوع کا وجود داخل عادت نہ تھا بلکہ وہ بھی اسی ہی ایک قاعدہ کلیہ کا فرد تھا یعنی اسباب طبعیہ جیسے ہوں گے

(ا) اور یہ سب اس عادت میں داخل ہے۔

(ح) ویسے ہی انواع موجود ہو جائیں گی جب تک ایک نوع کے وجود کے اسباب رہے
ایک کا وجود ہوا جب دیگر انواع کے اسباب موجود ہو گئے تو دیگر انواع کا وجود ہو گیا
تو عادت اور وعدہ فعلی کے خلاف ہونا لازم نہ آیا۔ تقریر اس قائل کی ختم ہوئی۔ جواب اسکا
یہ ہے کہ آپنے امساک بارش اور بارش دونوں کو داخل عادت بنانے کے لیے علی ہذا تعد
انواع کو داخل عادت بنانے کے لیے عادت کے دائرہ کو وسیع کیا خلاصہ آپ کے جوا
کا یہی ہے۔ بس یہی ہم بھی چاہتے ہیں کہ آپ عادت کے دائرہ کو وسیع کریں۔ چنانچہ اسی
آپ کا کام چلا لیکن آپ اس دائرہ کی وسعت کی کوئی حد قرار نہیں دے سکتے جس کے بعد
یہ کہیں کہ فلاں چیز اسمیں داخل ہے اور فلاں اسمیں داخل نہیں قیامت تک یہ ہی سلسلہ جا
جائے گا کہ نئے نئے انواع موجود ہوں گے اور جب آپ پر اشکال کئے جاویں گے تو آپ
دائرہ عادت کو اور وسیع کرنا پڑے گا ورنہ وہی اشکال پڑے گا کہ نئی نوع کا وجود اور نیا فعل و
فعلی کے خلاف ہے ہاں جب قیامت آجائے گی اور دنیا ختم ہو جائے گی تب آپ کہہ سکیں
گے کہ فلاں فلاں سبب تھے اور ان کے اثر سے فلاں فلاں فعل ہو سکتے تھے اور اتنی قسم کی
انواع ہو سکتی تھیں بس اوسوقت کام ختم ہوگا اور دائرہ عادت کی ایک حد بھی قایم ہو جائے
اور اسوقت کوئی حد قایم کرنا محض بے سود ہے۔ ضرورت تو دنیا میں اس دائرہ کی تحدید کی ہے
تاکہ پہچان سکیں کہ فلاں کام اس دائرہ کے اندر داخل ہے اور وہ وجود میں آسکتا ہے اور
فلاں کام اسمیں داخل نہیں اور وہ وجود میں نہیں آسکتا آپ کے پاس چونکہ اس حا
بندی کا کوئی اصول اور معیار نہیں لہذا آپکو تو یہ کہنا چاہیے کہ یہ دائرہ عادت غیر محدو
ہے اگر آپ اسکو مان لیں تو ہمارا مدعا ثابت ہو گیا اور کسی معجزہ کا اور کسی اوس بات کا
جسکی خبر دی گئی ہے مثل جنت و نار ہیئت کذائی کا آپکو انکار نہ کرنا چاہیے کیونکہ دائرہ عادت
کو غیر محدود مان چکے گو آپ کی سمجھ میں نہیں آتا مگر ممکن ہے کہ کسی ایسے دائرہ کے اندر داخل ہو
جس کا انکشاف اتبک آپ کو نہیں ہوا۔ اور اگر آپ اسکو نہ مانیں تو اس دائرہ کی حد بندی
کا کوئی معیار بتایئے اور یہ آپ کبھی نہیں بتا سکتے اس کا معیار ہم بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ

۱۵۴

(۱) تو ہم کہیں گے کہ اسباب طبعیہ خود تصرف قدرت و تعلق ارادہ کے خود محتاج ہیں اس لیے اِس اصل کی بھی ایک اصل دوسری نکلے گی یعنی قدرت و ارادہ سے تصرف کرنا پس اصل عادت اسکو کہیں گے سو یہ خلاف سائنس واقع ہونے میں بھی محفوظ ہے اِس اعتبار سے خلاف عادت بھی موافق عادت ہوگیا۔

(۲) جس چیز کے ساتھ حق تعالیٰ کی قدرت متعلق ہو وہ اِس دائرہ میں داخل ہے خواہ اس کا وجود زمانہ ماضی میں کبھی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یا اس کا وجود زمانہ حال میں ہو یا نہ ہو ایسی چیز کی پہچان یہ ہے کہ وہ از جنس ممکنات ہو جو چیز بھی از جنس ممکنات ہو اوس کا وجود ہوسکتا ہے خواہ کیسی ہی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہو کبھی ہم نے اوسکو دیکھا یا سنا ہو یا نہو ہاں اوس کے وجود کی خبر صحیح ہونا ضروری ہے (اب ممکن کو بھی سمجھ لیجئے آجکل اسمیں بھی بڑی غلطی کیجاتی ہے ہر نئی بات کو ناممکن کہدیتے ہیں سمجھ لیجئے کہ کوئی چیز ان تین درجوں سے باہر نہیں ہوسکتی یا واجب ہوگی یا ممتنع یا ممکن۔ واجب اوسکو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری ہونے پر دلیل عقلی قطعی قایم ہو اور وہ صرف ایک چیز ہے یعنے ذات پاک خالق جل و علا شانہ

۵

کی اور ممتنع اوسکو کہتے ہیں جس کے نہ ہوسکنے پر دلیل عقلی قطعی قایم ہو جیسے اجتماع نقیضین کہ ایک چیز ایک ہی وقت میں اور ایک ہی اعتبار سے موجود بھی ہو اور موجود نہ بھی ہو اجتماع نقیضین محال ہے اور جس بات سے اجتماع نقیضین لازم آوے وہ بھی محال ہوجاتی ہے۔ اور اِن دونوں کے سوا جو چیز بھی فرض کیجائے خواہ اُس کا وجود کبھی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور خواہ وہ خیال میں آسکتی ہو یا نہ آسکتی ہو سب تیسری قسم میں داخل ہیں جس کا نام ممکن ہے) اسی کے ساتھ قدرت کا مطلقاً اور ارادہ کا احیاناً تعلق ہوتا ہے اور اِسی تک عادت کا دائرہ محدود ہے اِس معیار سے حد بندی دائرہ عادت کی ہوگئی اور آپ نے جو حد قایم کی تھی یعنی اسباب طبعیہ پر آثار کا وجود ہونا یہ حد بندی ناقص تھی اسواسطے کہ اسباب میں گفتگو کیجائے گی کہ وہ مؤثر بالذات ہیں یا ان کے اثر کے لیے کسی اور چیز کی ضرورت ہے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ مؤثر بالذات ہیں لامحالہ دوسری شق رہی کہ اسباب کے لیے بھی کسی اور چیز کی احتیاج ہے اور وہ چیز سوائے تصرف قدرت اور تعلق ارادہ حقتعالے

(۱) باعتبار صورت کے خلاف عادت کہنا صحیح ہے اور باعتبار حقیقت کے موافق عادت کہنا درست ہے پس واقعات کے انکار یا تحریف کی کون ضرورت ہوئی۔

(۲) کے اور کچھ نہیں ہوسکتی تو دائرہ اسباب ایک اور بڑے دائرہ کے اندر داخل ہوا اور اسکی اصل کی بھی ایک اور اصل نکلی تو آپکی تحدید ناقص ہوئی اور غلط ٹھیری اور ہماری تحدید کامل اور صحیح ہوئی خلاصہ یہ ہوا کہ عادت کی تحدید اسباب طبعیہ تک نہ ہوئی جو منتہا ہے سائنس حال کے معلومات کا بلکہ اس سے بڑے دائرہ تک ہوئی جس کا نام قدرت وارادہ باری تعالیٰ ہے تو جو بات اسباب طبعیہ کے دائرہ سے یعنی سائنس سے باہر بھی ہو اوسکو بھی عادت کے دائرہ سے باہر نہیں کہہ سکتے یعنے خلاف سائنس چیزوں کو بھی (جنکو خارق عادت کہا جاتا ہے) اس تقریر کی روسے خلاف عادت نہ کہنا چاہیئے ہاں عوام کی سمجھ کے اعتبار سے اسکو خلاف عادت کہہ سکتے ہیں ورنہ در حقیقت وہ خلاف عادت نہیں پھر اون کی خبر سننے سے اسقدر متوحش ہونا کہ اوس خبر میں تاویل وتحریف کرنے لگیں کیا معنے۔

۱۵۶ یہاں تک عالمانہ ومحققانہ تقریر سے تردید ہوگئی ہے نئے تعلیم یافتوں کی اس دعوے کی کہ خلاف فطرت کوئی امر واقع نہیں ہوسکتا اب ہم ایک سہل عنوان سے قدرت حق تعالے کی وسعت دکھلاتے ہیں جس سے سمجھنا بہت آسان ہوجاوے گا۔ وہ یہ ہے کہ ایک ایسے گاوں مین جسمیں محض گنوار اور جاہل اور جنگلی لوگ رہتے تھے چند اشخاص کی ایک جماعت پونچی جن کے پاس یورپ کے ایجاد کردہ بعض ساز وسامان اور آلات تھے انمیں سے ایک شخص نے گاوں والوں کو کچھ ساز وسامان دکھلایا سب سے پہلے گھڑی دکھائی اسکو دیکھ کر گاوں کے آدمی حیرت میں رہ گئے اور کہنے لگے یہ آپ سے آپ بولتی کیسے ہے اور اسمیں یہ سوئی ناچتی کس طرح ہے اسمیں ضرور کوئی بلا ہے اور یہ کہہ کر بھاگے اس شخص نے اونکو اطمینان دلایا کہ اسمیں کوئی بلا نہیں ہے اور نہ اس سے تمھیں کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کہنے لگے با ولا ہے اس میں بلا نہیں ہے تو یہ اس کے اندر بولتا کون ہے۔ آواز بلا کسی جاندار کے بولنے والے کے کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔ اوس نے کہا گھنٹہ دو گھنٹے اس کے پاس بیٹھکر دیکھو یہ تو ایک کھلونا اور تماشہ ہے بمشکل وہ لوگ ڈرتے کانپتے اوس کے پاس بیٹھے جب بہت دیر تک بیٹھے رہے اور کوئی بلا اوسمیں سے نہ نکلی تو اطمینان ہوا

(باقی آئندہ)

اور حاکم نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے تھے کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور ہم میں (سب سے) بہتر تھے اور ہم سب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تھے (اور از انجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) امام بخاری نے بروایت حضرت ابن عباس کے حضرت ابو بکر رضؓ (کی بیعت) پر اتفاق کرنیکے قصہ میں حضرت عمر کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے (اپنے عہد خلافت میں) فرمایا مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ تم سے کوئی شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر عمر مر گئے تم میں فلاں شخص سے بیعت کر لوں گا (اے لوگو!) تم میں سے کوئی شخص دھوکہ میں آکر یہ نہ کہے کہ ابو بکر کی بیعت (ابتداء) میں دفعۃً واقع ہوئی اور (بعد اس کے کامل ہوگئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہے ولیکن اللہ تعالےٰ نے اِس (قسم کی) بیعت (میں جو شر اور فتنہ ہوتا ہے (اس) کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (اے لوگو!) تم میں ابو بکر کے مثل کوئی نہیں ہے جس کے آگے (لوگوں کی) گردنیں جھکیں اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے جماعت مسلمین) میں تمھارے لیئے ان دونوں آدمیوں سے ایک کو پسند کرتا ہوں ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو پھر حضرت ابو بکر رضؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا یہ دونوں شخص موجود ہیں) اور اُسوقت وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے حضرت ابو بکر کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہیں ہوئی خدا کی قسم اگر میں بلاقصور قتل کر دیا جاؤں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ ایسی قوم پر جس میں ابو بکر ہوں سردار بنایا جاؤں ہاں (اگر خدانخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اس بات کو میری نظر میں اچھا کر کے دکھلائے کہ جسے اسوقت اچھا نہیں جانتا (تو یہ دوسری بات ہے) (از انجملہ بروایت حضرت انس) امام بخاری نے حضرت انس رضؓ سے روایت کی ہے حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کا دوسرا خطبہ سنا جبکہ حضرت عمر منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دوسرے دن کا ہے سب سے پہلے (حضرت عمر نے) کلمہ شہادت پڑھا اور حضرت ابو بکر رضؓ اوس وقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول خدا صلی اللہ

۷۵

علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپ کے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپ ہم سب کے بعد (اس عالم سے) تشریف لیجاتے لیکن (ہماری آرزو کے خلاف) اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی (توبھی دین کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تمھارے درمیان اس نور کو باقی رکھا جس سے تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس نور سے ہدایت دی تھی اور (دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ) ابوبکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہیں (وہ تم میں موجود ہیں) وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمھارے کاموں کے حقدار ہیں لہذا اے مسلمانو! اٹھو اور بیعت کرلو (از انجملہ بروایت شیبہ) امام بخاری نے ابووائل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایک دفعہ) یہاں بیٹھے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے قصد کیا کہ خانہ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں۔ اسپر میں نے کہا کہ آپ کے دونو ساتھی (یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق) نے تو ایسا نہیں کیا فرمایا وہی دونوں تو ہیں جنکی اقتدا کرتا ہوں یہ کہہ کر حضرت عمر رضہ نے ارادہ فسخ کردیا (از انجملہ قبیلہ بنی رزیق کے ایک شخص کی ایک روایت جو حضرت ابوبکر کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں ہے)

ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ (اے لوگو!) حضرت ابوبکر سے بیعت کرلو۔ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں پھر دوبارہ دونوں میں اس قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت آئی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ ملجائے گی۔ راوی کا قول ہے کہ میرے سامنے حضرت ابوبکر سے بیعت کی (از انجملہ بروایت جابر بن عبداللہ) ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اے سب سے بہتر بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (تو سنو) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے کہ آفتاب نے عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا (از انجملہ بروایت علقمہ بن قیس و قیس بن مروان) ابویعلی نے علقمہ اور قیس بن مروان سے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کے

فضائل میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے میں (ایک روز) علی الصباح ابن مسعود کے پاس انہیں بشارت دینے گیا (وہاں پہونچکر) میں نے ابو بکر کو پایا کہ مجھ سے پہلے ان کے پاس پہونچگئے تھے اور انہیں بشارت دے چکے تھے قسم خدا کی میں نے جب کسی نیک کام میں ابو بکر پر سبقت لیجانے کا ارادہ کیا تو (ناکام ہی رہا اور) وہی مجھ سے اس میں سبقت لے گئے۔ ضحاک بن مزاحم نے نزال بن سبرہ ہلالی سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے ایک دن ہم نے علی رضؓ کو خوش خوش دیکھا تو ہم نے کہا کہ اے امیرالمومنین ہم سے اپنے اصحاب کی حالت بیان کیجئے اونہوں نے کہا کہ جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے وہی میرے بھی اصحاب ہیں ہم نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت بیان کیجئے اونہوں نے فرمایا کہ وہ شخص تھے جن کا نام خدا نے صدیق رکھا ہے جبرائیل علیہ السلام کی زبان پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر نماز میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہماری دینی پیشوائی کے لیے منتخب فرمایا تھا پس ہم ان کی دنیاوی پیشوائی پر راضی ہو گئے (اسد الغابہ) محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضؓ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں نے کہا کہ ان کے بعد فرمایا عمر رضؓ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہوئے ڈرا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں آپ نے فرمایا میری کیا ہستی ہے۔ میں ایک معمولی مسلمان ہوں (بخاری) احمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متواتر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں روافض پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل مرکب میں پھنس گئے ہیں (تاریخ الخلفاء)

۷۷

زکریا بن روید کندی نے حمید بن انس رضؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے جبرائیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ عزوجل کیطرف سے وحی لیکر آئے اور کہا کہ

اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عتیق بن ابی قحافہ (ابو بکر رض) سے کہد یجیے کہ میں ان سے راضی ہوں۔ نیز ابن عیینہ نے بیان کیا کہ اللہ سبحانہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب مسلمانوں کو عتاب کیا سوا (حضرت) ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے کہ ان پر کچھ عتاب نہیں ہوا۔ اور فرمایا کہ

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ	اگر تم نبی کی مدد نہ کرو (تو کچھ پروا نہیں) اللہ ان کی مدد
اخرجہ الذین کفروا ثانی	کی جبکہ کافروں نے انہیں نکالا نبی کے ہمراہ دوسرا ایک
اثنین اذ ھما فی الغار	اور تھا جب وہ دونوں غار میں تھے۔

عبد اللہ بن حارث نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں کچھ لوگ میرے بھائی تھے کچھ میرے دوست تھے لیکن میں خدا کی طرف برارت کرتا ہوں اگر میں نے تم میں سے کسیکو خلیل (جانی دوست) بنایا ہو۔ اگر میں کسیکو خلیل بناتا تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا مگر میرے پروردگار نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا۔ (اسد الغابہ)

ابو داؤد نے لکھا ہے کہ ہم سے محمد بن مسکین نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد یعنی فاریابی نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علی شیخین سے زیادہ مستحق خلافت تھے اس نے ابو بکر و عمر اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کیساتھ اس کا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنی مقبول خدا ہو سکے کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیق رسالت کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا) اور بیہقی نے امام شافعیؒ سے باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے آسمان کے نیچے انہوں نے ابو بکر رض سے بہتر کسیکو نہ پایا۔ پس سب نے ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنا لیا (ازالۃ الخفا مقصد اول)

نیز حکیم بن حنبل سے مروی ہے (باقی آیندہ)

تفسیر حقانی کے شائقین کو خوشخبری تفسیر زکوز کی طباعت شروع ہوگیا اور مقدمہ تیار ہوگیا ہے۔ جسکی قیمت (عہ) ہے اگر ضرورت ہو تو طلب فرمائیں (محمد عثمان مدیر الہادی دہلی)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں

افسوس ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام بجا لانے اور امر و نہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور ملحدین یافت کیجاتی ہیں۔ خصوصاً نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ تحقیق اشتباہ علل کو آڑ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدائے تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت حکیم الامۃ مدظلہم کو کہ المصالح العقلیہ اردو زبان میں تالیف فرما کر آداب ہند کیلئے رموز اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمایا ہے جو ایک حق طلب حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہو سکتا ہے ورنہ خود پسند و نفس پرست کے لیے تو دفتر بھی کافی نہیں۔

قیمت ہر سہ حصص دو روپے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مولفہ حکیم الامت حضرت مولانا مدظلہم

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے تبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بے مثل رہنما ہے۔ ہمت افزائے اہل سلوک و دافع شبہات شکوک ہے اسرار و معارف کی کان ہو شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کیلئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصداق کیف حالی ہے۔ بس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنیوالے اور کدھر ہیں طریقت کے شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھ کر انکو واضح ہو جائیگا کہ

شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے

ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی و جہالت ہے۔ قیمت تین روپے چار آنہ (عہ)

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی و جانثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

اگر آپ کو مشہور نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں۔

اگر آپ اسلام کے عروج و نزول کے صحیح اسباب معلوم کر کے ان تمام ملمع کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان دھوکہ کھا کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو **فیوض الاسلام** ترجمہ جدید **فتوح الشام** ملاحظہ فرمائیں ضخامت ۱۲ءا۴ صفحات۔

قیمت تین روپے چار آنے محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی